گوتم بدھ

اور

قرآن مجید کے صابئین

ترتیب:

ڈاکٹر شائستہ خان

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

Find our publications ONLI
at www.kblpublications.c

گوتم بدھ

اور

قرآن مجید کے صابئین

ترتیب:

ڈاکٹر شائستہ خان

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

rekhta

rekhta

۲۰۲۰ء

پرنٹر و پبلشر: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

RAMPUR PUBLIC LIBRARY, RAMPUR
رامپور رضا پبلک لائبریری

فہرست

پیش گفتار، از شائستہ خان	۳
یوذاسف کون ہے؟ بدھ یا یسوع! از جناب ارسطو	۷
قرآن کے صابئین، کیا بدھ مذہب کے ماننے والے تھے؟ از مولانا سید مناظر احسن گیلانی	۱۶
کیا صابئین بدھ کے پیرو تھے، از مولوی عبدالرحمٰن ندوی رنگون	۴۶
گوتم بدھ اور صابیون، از مولانا سید فضل اللہ صاحب	۴۸
موجودہ صابیین کے عقائد	۵۷-۵۹

.....

rekhta

پیش گفتار

میرے لائق احترام پیش رو نے انسانوں کو جانوروں کی طرح لڑتے دیکھ کر لکھا تھا، جو جب بھی سچ تھا، اور آج بھی سچ ہے کہ: ایک دوسرے کو سمجھے بغیر اندھوں، بہروں اور گونگوں کی زندگی گزارتے ہمیں ایک عرصہ بیت گیا۔ 'دیوالی مبارک ہو' کی طرح 'محرم مبارک ہو' سننے کی نوبت بھی آچکی۔ یہ آخر کب تک! کب تک ہم دیوار سے دیوار، دوکان سے دوکان ملے کے پڑوسی ایک دوسرے کے لئے انجان بنے رہیں گے، اور پھر، اجنبی بن کر ایک دوسرے کو بھنبھوڑتے رہیں گے؛ ایک دوسرے کا خون پیتے رہیں گے۔ شاید اکثر جانور باہم ایک دوسرے کو ہم سے بہتر سمجھتے ہیں۔ شاید اسی لئے جانوروں کی اکثریت ہم سے شریف تر ثابت ہوتی جارہی ہے۔ الگاؤ کی باتیں آپ نے بہت سنیں، اور بھی سنیں گے۔ اس وقت تک سنتے رہیں گے جب تک راج نیتی ہمیں الجھائے رہے گی، جانوروں کی طرح لڑاتی رہے گی۔ آیئے کچھ پیار کی باتیں بھی سن لیں، جنہیں سنتے سنتے، کون جانے کب جانور میں چھپا، سویا ہوا آدمی جاگ جائے۔

شائستہ

ڈائریکٹر، خدا بخش لائبریری، پٹنہ

rekhta

از جناب "ارسطو"

یوذاسف کون ہے؟

بُدھ یا یسوع!

یوذاسف کون ہے؟ یہ علم تاریخ کا کوئی نیا مسئلہ نہین، متعدد علماے مشرق و مغرب نے اسپر خامہ فرسائی کی اور وہ ایک ہی نتیجہ پر پہنچے کہ یہ بدھ ہے، مگر سری نگر (کشمیر) مین ایک قبر ہے جس کی نسبت عوام مین مشہور ہے، کہ یہ یوذاسف کی قبر ہے، احمدی فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ

۱- یسوع ناصری کی قبر ہے،

۲- یوذاسف لفظ یسوع کی بگڑی ہوئی شکل ہے،

۳- قبر اُنیس سو برس کی پرانی بتائی جاتی ہے، اس کی اسلامی محلون مین موجودگی بھی اس امر کی دلیل ہے، کہ یہ کسی ہندو رشی منی کی سمادھ نہین،

انھون نے خاص اس مسئلہ کے متعلق ایک رسالہ راز حقیقت لکھا ہے، جس مین قبر کے گرد و نواح کا نقشہ وغیرہ دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے،

لیکن یہ نظریہ بوجوہ غلط ہے،

ہندوستان ایام قدیم سے قصہ کہانیون کی وجہ سے خاص طور پر مشہور رہا ہے، یہان کے لوگ افسانے گڑھنے مین خاص مہارت رکھتے ہین، آج مغرب و مشرق مین جس قدر تماثیل اور افسانے ہین، اگر ان پر غور کیا جائے، اور ان کے ماخذ کی کھوج نکالین، تو معلوم ہوگا کہ ان مین سے اکثر ہندوستان کی پیداوار ہین، منجملہ ان "بدھ" کی پیدائش کے افسانے

(جنمین سے اکثر زمانہ قبل مسیح کی تصنیف ہین) "پنچ تنتر" "ہت اوپدیش" "قصہ سندباد" "پران" وغیرہ عجیب و غریب کہانیون کا مجموعہ ہین، الف لیلہ مین بھی ہندی اثرات کا سراغ لگا لگیا ہے، لیکن اس سے یہ خیال نہین کرنا چاہئے کہ یہ سب محض تفنن طبع کا سامان تھے، بلکہ ان مین اخلاقیات، مذہب، سیاسیات وغیرہ مباحث پر تمثیلی پیرایہ مین گفتگو ہے مختلف زمانون مین یہ کتابین تراجم وغیرہ کے واسطہ سے اقطار مغرب مین پہنچین، اور ہندوستان کی شہرت کا باعث ہوئین ان مین سے جس کتاب نے سب سے زیادہ شہرت حاصل کی، وہ کلیلہ دمنہ ہے، اس کتاب کی اصل سنسکرت آج ناپید ہے، یہ کتاب چھٹی صدی عیسوی مین پہلی بار پہلوی مین ترجمہ ہوئی، اس ترجمہ کا پھر سریانی زبان مین ترجمہ ہوا، پہلوی ہی سے خلیفہ منصور عباسی کے عہد مین عبداللہ ابن المقفع نے عربی مین منتقل کیا، اور اس سے آگے یہ دنیا کی مختلف زبانون مین شایع ہوئی، اس کتاب کا اصل موضوع سیاسیات اور اخلاق ہے،

ہندی حکمت دوانش کی دوسری کتاب "بوذاسف و بلوہر" ہے، جس کی شہرت گو کلیلہ دمنہ سے کم ہے، مگر اسکی اہمیت اور بلندی اس سے کہین بڑھ کر ہے، ابن ندیم نے اس کا ذکر ان ہندی افسانون مین کیا ہے، جو عربی زبان مین ترجمہ ہوئے تھے، اس مین تو کوئی شک نہین کہ بوذاسف سے بدھ مراد ہے، پرانی فارسی مین دال کی جگہ ذال لکھتے تھے، اس لئے بوداسف کی جگہ بوذاسف ہوگیا، آخری حرف سف بقول زخاؤ ستو ہے، بودھی ستو کا بوذاسف ہوگیا، کہ خاص قسم کے واؤ جیسے رومن کی (ر) عربی مین ف ہوجاتی ہے، اور بلوہر کی اصل زخاؤ صاحب پروہیتر سمجھتے ہین، جس کے معنی گورو کے ہین، اس کتاب مین بدھ کی پیدائش، تربیت اور پھر ایک اتفاقی واقعہ سے اس کا دنیا سے بیزار ہونا، اور اس کی خبر سنکر سرانديپ کے ایک جوگی کا سوداگر کے لباس مین اس کے پاس آنا اور تلمیح و اشارہ مین اور حکایتون اور تمثیلون مین شاگرد و استاد کا دنیا کے سربستہ رازون اور کائنات کے لاینحل عقدون پر تشفی بخش بات چیت اور سوال و جواب ہے، یہ کتاب عربی زبان سے مختلف زبانون مین پھیلی، اور مذہبی حلقون مین اسقدر پسند کیگئی، کہ عیسائیون نے اس کو اپنے ایک ولی کی طرف منسوب کرلیا، مسلمانون کے ایک فرقہ نے

اس کے بڑے حصہ کو لے کر اپنے ایک امام کی تصنیف بتایا" اخوان الصفا" جو چوتھی صدی (ہجری) کی ایک نیم مذہبی اور نیم فلسفیانہ کتاب ہے، اور جس کی اس حیثیت سے ایک خاص اہمیت ہے کہ ایک خاص نظام تخیل (اسکول آف تھاٹ) کے طریق پر یہ کتاب چوتھی صدی میں ایک پوشیدہ انجمن نے رازدارانہ طریقہ پر لکھی تھی اور اسلام کے ایک فرقہ کے نزدیک وہ ایک مذہبی صحیفہ کی حیثیت رکھتی ہے، اس کتاب میں بوذاسف و بلوہر کی کتاب کے مختلف ابواب داخل ہیں۔ میری نظر میں وہ کتاب دنیا کی ان چند کتابوں میں سے ہے، جن کی تاثیر گناہگاروں کے دلوں میں بھی گھر کر لیتی ہے، اسمیں بعض ایسی مؤثر مثالیں بھی ہیں، جو آج مسیح کے کلام میں ہم کو ملتی ہیں، اور ہم نہیں کہہ سکتے، کہ یہ موتی کس سمندر کی تہ سے پہلے نکلے ہیں[1]"

بدھ کے متعلق اور کتابیں بھی عربی زبان میں منتقل ہوئیں، چنانچہ ایک کتاب الندؔ خاص طور پر مذکور ہے[2]، صفحہ ۳۴۷ پر ابن ندیم لکھتا ہے، کہ بدھ اور بوذاسف ایک ہی شخص ہے،

مولنا سید سلیمان صاحب ندوی نے فرمایا ہے، کہ اسی کتاب بوذاسف و بلوہر کا ترجمہ عیسائیوں میں پھیلا، یہاں میرے نزدیک انھیں مغالطہ ہوا ہے، اگر ان کی مراد اس یونانی کتاب سے ہے، جو سنٹ جان دمشقی نے لکھی اور جسکا نام "بارلعم ویواسف" یا "بارلعم وجوزافٹ" ہے، تو وہ خود لکھتا ہے، کہ میں نے یہ کہانی ہندوستانی لوگوں کی زبان سے سنی، مگر "بارلعم وجوزافٹ" میں جوزافٹ کے ابتدائی حالات بالکل ویسے ہیں، جیسے بدھ کی منظوم سوانحعمری "للت وستار" (LALITA VISTARA) میں دیئے ہیں، وہ بدھ کی پیدائش پر نجومی کی پیشینگوئی، وہ اس کی بچپن ہی سے سنجیدہ اور سوچ بچار کی عادت، اس کے والد کی قدغن، وہ اس کی مشہور تین ملاقاتیں جب وہ باری باری ایک ضعیف و نزار بوڑھے، ایک بیمار اور ایک لاش سے ملتا ہے، نہ صرف یہ کہ جوزافٹ کے حال میں دی ہیں، بلکہ دونوں کے لفظ بالکل ایک سے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ ایک دوسرے کا ترجمہ ہے، رہا یہ سوال کہ کون ترجمہ ہے اور

---

[1] عرب و ہند کے تعلقات از مولنا سید سلیمان ندوی صفحہ ۱۷۰-۱۷۱ [2] الفہرست ابن ندیم جلد اول (فلوگل) صفحہ ۳۰۵،

اور کون اصل، تو اس مین کوئی شک نہین رہتا، جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ للت وستار باریعم وجوزافٹ سے پہلے کی تصنیف ہے، اس سے بھی بڑھکر للت وستار کی قدامت کا یہ ثبوت ہے، کہ چینی سیاح فاہیان جب پانچوین صدی کے اوائل (سنہ ۳۹۹ء تا سنہ ۴۱۴ء) مین ہندوستان آیا، تو اس نے کپل وستو مین جو بدھ کی جنم بھومی تھی، ان چاروں منارون کو دیکھا، جو بدھ کی ان ملاقاتون کی یادگار مین قائم کئے گئے تھے، سینٹ جان دمشقی اس سے تین صدی بعد ہوا[1]، غرضکہ باریعم وجوزافٹ کی داستان سنی سنائی ہے، یا للت وستار سے ماخوذ ہے، شروع سے آخر تک بدھ کی کہانی ہے،

ایک اور ثبوت بھی اس کے بدھ کا حال ہونے کا یہ ہے، کہ بیک وقت جرمنی، فرانس اور انگلستان کے محققین اس نتیجہ پر پہنچے، کہ "باریعم وجوزافٹ" بدھ کے حالات بیان کر رہی ہے، جبکہ دوران تحقیق مین ایک دوسرے کا پتہ نہ تھا، کہ وہ بھی اسی موضوع پر کچھ کام کر رہے ہین،

یہ کتاب ازمنۂ وسطی مین یورپ کی نہایت ہر دلعزیز کتابون مین سے تھی، اس کے تراجم مختلف زبانون

---

[1] خاندان عباسی کے دوسرے خلیفہ المنصور (سنہ ۷۵۳ء تا نہایت سنہ ۷۷۴ء) کے عہد مین حکومت کی طرف سے بغداد مین ایک مستقل دارالترجمہ قائم کیا گیا، اس کی نگرانی مین مختلف زبانون کی بیش قیمت کتابین عربی مین منتقل کیگئین، عبداللہ بن المقفع نے کلیلہ دمنہ کا پہلوی سے عربی ترجمہ اسی عہد مین کیا، خلیفہ المنصور کے دربار مین ایک عیسائی سرجیوس (SERGIUS) تھا، وہ کئی سال بیت المال مین ملازم رہا، سرجیوس کا ایک لڑکا تھا، جسے اس نے بہترین تعلیم دلائی، اس کا تعلق خاص ایک طالوی راہب کاسمس (COSMOS) نامی تھا، جسے سرجیوس نے غلامی سے خرید کر آزاد کر دیا تھا، اس لڑکے کا عربی نام منصور اور عیسائی نام جان تھا، اپنے مولد کی نسبت سے جان دمشقی کہلاتا ہے، اپنے والد کی وفات کے بعد یہ اس کا جانشین ہوا، سنہ ۷۳۰ء کے قریب اس نے بت پرستی کی تائید مین چند رسائل تصنیف کئے، جس کے خلاف اس وقت شہنشاہ لیو (LEO) نے ایک جہاد شروع کر رکھا تھا، آخر جان نے دنیا ترک کر دی اور یروشلم کے قریب سینٹ سبا کے راہب خانہ مین مقیم ہو گیا، اور اپنی جائداد غربا و احباب مین تقسیم کر دی، اس گوشہ نشینی کے بعد اس نے عیسائیت کے متعلق کئی ایک عالمانہ کتابین لکھین،

مین ہوئے مشرق مین سریانی، عربی، افریقی (ETHIOPIC) ارمنی، عبرانی اور مغرب مین لاطینی، فرانسیسی، اطالوی، بوہیمی، پوستانی، جرمنی، انگریزی، اسپینی زبانون مین اس کے تراجم ہوے، ۱۲۰۴ء مین ایک ناروے کے بادشاہ نے اس کا آئس لینڈی زبان مین ترجمہ کیا، اور جزائر فلپائن کی قدیم زبان تگلا (TAGALA) مین ایک عیسائی راہب نے ترجمہ کیا، آخر اس کا اتنا چرچا ہوا کہ پاپاے روم اور یونانی کلیسا دونون نے جوزافٹ اور بارلعم کو مذہب عیسوی کے ولیون مین شامل کر لیا، اور دونون جگہ حکم مین لکھا کہ یہ دونون ولی ہندوستان مین ہوئے ہین، یونانی کلیسا مین ۲۶ اگست کا دن سینٹ جوزافٹ سے مخصوص ہے، اور کلیساے روما مین ۲۷ نومبر ہر دو بارلعم و جوزافٹ سے منسوب ہے[2]،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) اس نے اسلام کے خلاف بھی چند رسائل لکھے، اور آخر اپنے علم اور زور بیان کی وجہ سے عیسائیت کے مستند علما اور اہل قلم مین شمار ہونے لگا، فصاحت کی وجہ سے اُسے "گوہر بار" کا خطاب دیا گیا، وہ عربی، یونانی اور غالباً فارسی زبانون کا ماہر تھا، اپنی زندگی کے آخری ایام مین اس نے شام کا سفر کیا، اور بت پرستی کی تائید اور بت شکنی کی مخالفت مین پروپگنڈہ کیا، اسی سلسلہ مین وہ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتا ہوا قسطنطنیہ بھی گیا، جان عیسائیت کے دونون کلیسا ؤن کا سینٹ ہے، یونانی کلیسا اس کا تیوہار ۴ دسمبر اور ۲۹ نومبر کو مناتا ہے، اور لاطینی ۲۷ مئی کو، اس کا زمانہ وفات ۷۵۲ء کے قریب قریب ہے، اپنی تصنیف "بارلعم و جوزافٹ" مین اس نے دراصل عقائد عیسوی کی تشریح کی ہے، کہانی چند لفظون مین یہ ہے: کہ "ہندوستان کا ایک بادشاہ عیسائیون کا اشد مخالف تھا، اس کا اکلوتا لڑکا تھا، جو نجومیون نے پیشین گوئی کی، کہ وہ عیسائیت قبول کریگا، بادشاہ ہر طرح کوشش کرتا ہے، کہ اُسے دنیا کی تکالیف اور مکروہات سے ناواقف رکھے، اور کسی طرح اس کی توجہ عیش و عشرت مین لگ جائے، ایک عیسائی راہب کسی طرح شاہزادہ تک پہنچ جاتا ہے، اور اسے عیسائیت کی تعلیم دیتا ہے، آخر نوجوان شہزادہ کو اصطباغ دیا جاتا ہے، اور وہ ترک دنیا کا عزم کر لیتا ہے، انجام مین وہ اپنے والد اور اسکی کثیر رعایا کو بھی عیسائی بنا کر اس راہب کی معیت مین صحرا کو چلا جاتا ہے"، انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس ج ۴ از میکس ملرض ۴۴۴-۴۷

[1] انسائیکلوپیڈیا برطانیکا ج ۴ ص ۴۵۵ [2] میکس ملر ج ۴ ص ۴۵۶،

"بارلم وجوزافٹ" کی تحقیق پر مفصل بحث رہس ڈیوڈز نے کی ہے، رہس ڈیوڈز بدھ مت کے ماہر مستشرقین کی صف اول مین نمایان جگہ کا مالک ہے، وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہین، کہ جوزافٹ بدھ ہے، اور کہ جوزافٹ عربی اور فارسی مین یوذاسف لکھا جاتا ہے[1]

کاتبون نے اس لفظ بوداسف کے املا مین عجیب وغریب جدتین کی ہین، چنانچہ اس کے بعض املا جو مختلف نسخون مین ملتے ہین، لواسف، یواسف، برسف، یوذاسف، بوراسف، بوداسف، سوراشف ہین[2]

بودھی ستو سے بوذاسف اور پھر یوذاسف یہ اس لفظ کی تین ارتقائی صورتین ہین[3]، بھلا کاتب کے لئے بوذاسف کے نیچے ایک نقطہ اور بڑھا دینا کونسی ایسی مشکل بات تھی،

بدھ مت کسی زمانہ مین افغانستان اور ایران کا مذہب تھا، اور وہان بدھ بوذاسف ہی کے نام سے مشہور تھا، چنانچہ نوبہار (نوودہار) جو ایران مین بدھون کا سب سے بڑا اور عالیشان وہار تھا، اس کے دروازے پر لکھا تھا:-

"بوذاسف کا قول ہے کہ بادشاہون کے دروازے تین خصلتون کے محتاج ہین عقل، صبر اور مال"[4]

رفتہ رفتہ یہی لفظ بوذاسف بگڑ کر یوذاسف زبانون پر چڑھ گیا، اور یوذاسف سے بدھ سمجھا جانے لگا، مولنا سید سلیمان ندوی کی تحقیق نے یہ بھی ثابت کردیا ہے، کہ بغداد کے عباسی خاندان کے مشہور وزراء برامکہ بھی اصل مین بدھ مت کے پیرو تھے، ان کا جد امجد اسی نوبہار کا پرمک تھا، یہی لفظ پرمک بگڑ کر برمک بنا، جس سے اس خاندان کا نام ہی برمکی ہوگیا[5]

---

[1] BUDDHIST BIRTH STORIES PHYS DAVIDS دیباچہ صفحہ ۳۰ سے آگے

[2] الفہرست (فلوگل) جلد دوم صفحہ ۱۰۰، [3] معارف:- دال کا حرف قدیم ایرانی مین ذال سے لکھا جاتا تھا، اور دھ کے بجائے دال بولا جاتا تھا، اس لئے بودھ، بودا، اور بوذا، بوذاسپ، [4] مسعودی بحوالہ "عرب وہند کے تعلقات" صفحہ ۱۱۵

[5] اس مسئلہ پر مفصل بحث "عرب وہند کے تعلقات" مین موجود ہے،

جناب مرزا صاحب قادیانی نے یسوع کے یوذاسف ہونے کا ایک اور ثبوت دینا چاہا ہے، لکھتے ہین کہ کتاب "اکمال الدین واتمام النعمۃ" مین یسوع کے سفر ہندوستان کے حالات درج ہین، اور وہان یسوع کا نام یوذاسف درج ہے،

مندرجۂ بالا طویل اقتباس مین جہان مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے فرمایا ہے، کہ "مسلمانون کے ایک فرقے نے اس کے بڑے حصہ کو لے کر اپنے ایک امام کی تصنیف بتایا" وہان غالبًا ان کی مراد اسی کتاب "اکمال الدین واتمام النعمۃ" سے ہے، اس کا پورا نام "اکمال الدین واتمام النعمۃ فی اثبات الغیبۃ وکشف الحیرۃ" ہے، اس کے مصنف جناب علامہ ابوجعفر محمد بن یحیی ابن الحسین ابن بابویہ (المتوفی ۳۸۱ھ) ہین، اس کتاب مین انھون نے غیبت ورجعت امام منتظر کے مشہور مسئلہ پر بحث کی ہے، پوری کتاب عجیب وغریب اقسانون کا مجموعہ ہے، امام محمد بن حسن عسکری کی رجعت کے ثبوت مین مختلف انبیا علیہم السلام کی غیبت اور رجعت کا بیان کرتے ہوئے مصنف علام ازمنۂ گذشتہ کے ان اشخاص کا ذکر چھیڑ دیتا ہے، جنھون نے حالات سے مجبور ہوکر غیبت اور تقیہ کا دامن پکڑا، اور اسی سلسلہ مین وہ یوذاسف کا قصہ شروع کر دیتا ہے، اور اس کے والد کا "ملکا من ملوک الہند" کہکر تعارف کراتا ہے، اس کے بعد وہی حالات ہین، جو کتاب "یوذاسف وبلہر" مین ہین، نہ معلوم اس سے مرزا صاحب نے یہ استدلال کیسے کیا، کہ اس کتاب مین یوذاسف سے مراد یسوع ہے،

بدھ کی وفات کے قریبی زمانہ مین ہی بدھ مت کشمیر مین پہنچ چکا تھا، کشمیر موریا خاندان کی وسیع سلطنت مین شامل تھا، اشوک اعظم کے عہد مین بدھ مت نے جس قدر ترقی کی اور خود اس بادشاہ نے لوگون تک بدھ کا پیغام پہنچانے کے لئے جو مساعی صرف کین، وہ تاریخ کے مبتدی سے بھی مخفی نہین، انہی کا نتیجہ تھا، کہ کشمیر بدھ مت کا نہایت زبردست مرکز بنگیا، تا آنکہ سک خاندان کے بادشاہ کنشک کے عہد (پہلی دوسری صدی عیسوی) مین کشمیر کے دارالخلافہ سری نگر مین اس مذہب کے پیرووں کی چوتھی کونسل ہوئی، اس کونسل کے فیصلہ بات کو تانبے کے پتروں پر کندہ کرا کے زمین مین دفن کر دیا گیا، اور جس طرح مسٹر وی، اے، اسمتھ لکھتے ہین، کیا عجب ہے، کہ کسی دن حسن اتفاق سے زمین اپنا یہ دفینہ اگل دے، جس جگہ یہ پتر دفن کئے گئے تھے، وہان بودھی طرز کا ایک استوپ بنایا گیا تھا،

اس کے بعد پھر برہمنی دور آیا لیکن اس حالت مین بھی بدھ مت والون کا اقتدار کافی تھا، پھر مسلمان آئے، چودھوین صدی مین (۱۳۳۹ء کے قریب) سلطان شمس الدین شاہ مرزا نے کشمیر مین اسلامی حکومت قائم کی، اور کشمیر کی آبادی کا کثیر حصہ اس خاندان کے چھٹے حکمران سلطان سکندر (۱۳۸۶ء تا ۱۴۱۰ء) کے عہد مین داخل اسلام ہوا، غرضیکہ چودھوین صدی تک کشمیر کی آبادی کی اکثریت بدھ یا برہمنی مذہب کی مقلد تھی، خود افغانستان مدتون بدھ مت کا گہوارہ رہا، وہان کے آثار قدیمہ اس دعوی کے مسکت ثبوت ہین، یہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہین، کہ افغانستان اور ایران مین بدھ، یوذاسف کے نام سے مشہور تھا؟ اس لئے جب مسلمان کشمیر مین داخل ہوے، تو انھون نے یہان کے بودھون کو یوذاسف کے پیرو ہی کہا،

اگر قبر انیس سو برس کی پرانی ہے، جو بجاے خود محل نظر ہے، تو بہرحال اپنی تعمیر کے وقت تو یہ اسلامی مقبرون مین نہین ہوسکتی، کیونکہ اس وقت نہ صرف یہ کہ اسلام کشمیر مین نہین تھا، بلکہ ابھی عالم وجود ہی مین نہین آیا تھا، لہذا آج اس کا اسلامی خلون مین ہونا لائق حجت نہین،

رہا یہ سوال کہ پھر یہ "یوذاسف کی قبر" کس کی قبر ہے، تو اس کے متعلق کئی امکانات ہوسکتے ہین،

۱- بدھ کی وفات پر جب راج گڑھ مین اس کے جسد خاکی کو سپرد آتش کیا گیا، تو مختلف جگہون کے لوگ اسکی راکھ کو لے گئے تھے، اپنے اپنے ملکون مین انھون نے اس پر یادگاری استوپ قائم کئے، ممکن ہے کہ جہان آج یوذاسف کی قبر ہے، وہان کسی زمانہ مین وہ استوپ رہا ہو، جو حوادث زمانہ سے گر گیا، مگر اس کا نشان رہ گیا، اور اسلامی عہد مین اسے "یوذاسف کی قبر" کے نام سے شہرت حاصل ہو گئی،

یا (۲) مین اوپر لکھ چکا ہون کہ کنشک نے بدھ مت کے پیرووں کی چوتھی کونسل کے انعقاد کے بعد اس کے تمام فیصلون کو تانبے کے پترون پر کندہ کرکے زمین مین دفن کرادیا، اس جگہ ایک استوپ بنایا گیا تھا، ممکن ہے کہ موجودہ "یوذاسف کی قبر" انہی تاریخی خزائن کا مدفن ہو،

یا (۳) پھر یہ بھی ممکن ہے، کہ اسلامی عہد کے ابتدائی زمانہ مین بدھ مت کا کوئی قابل عزت بزرگ بھکشو

یا تھیرا فوت ہوا ہو، اس جگہ اس کی سمادھ بنی ہو، مرور زمانہ سے صاحب قبر کا نام بھول گیا، مگر مسلمانون نے اس کے مرشد کے نام پر اس جگہ کا نام محض "یوذاسف کی قبر" رکھ دیا ہو،

۴۔ یہ بھی ممکن ہے، کہ اس جگہ کسی زمانہ مین بدھ دہار رہا ہو، جس کی باقیات مین سے یہ قبر اب رہ گئی ہو، مگر یہ سب ظنیات سے ہین، جنکا فیصلہ کبھی اس نواح مین آثار قدیمہ کی کھدائی ہی سے ہوسکتا ہے، بہرحال ایک بات قطعی طور پر ثابت ہے، کہ یوذاسف بدھ کے سوا اور دوسرا نہین،

معارف نمبر ۱ جلد ۴ ۳

مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی

قرآن کے صابئین

کیا

بدھ مذہب کے ماننے والے تھے؟

یہ ایک سوال ہے جسے اہل علم کے سامنے پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں،

واقعہ یہ ہے کہ قرآن کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ دنیا کے جانے پہچانے عام مذاہب وادیان یہودیت، عیسائیت بلکہ مجوسیت یعنی دین زردشتی کے ماننے والوں کے ساتھ ساتھ قرآن میں ایک سے زائد مقامات پر "الصابئین" کا بھی تذکرہ پایا جاتا ہے،

سوال یہی ہے کہ "الصابئین" کے اس لفظ سے قرآن نے کن لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے، اتنی بات تو کھلی ہوئی ہے کہ مذہبی اقوام اور دینی امتوں ہی کا ذکر جب کیا جا رہا ہے، تو "الصابئین" بھی چاہیے تو یہی کہ کسی دینی امت ہی کی تعبیر ہو،

عرب کے باشندے جنہیں قرآن نے اپنا پہلا مخاطب بنا کر دنیا کی قوموں کی طرف ان ہی کو مبعوث کیا تھا[1] اور

---

[1] دوسرے علماء سے بھی خاکسار نے سنا ہے اور مرشد تھانوی حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں بھی ہے کہ عرب کے لوگ

جو کام ان عربوں کے سپرد کیا گیا تھا، عزم اور ارادے کی پوری قوت، ممکنہ وفاداری اور راستبازی کے ساتھ اس فرض کو انھوں نے انجام دیا۔ ایک صدی بھی نہیں گذری تھی کہ مغرب میں مراکش کی پہاڑیوں اور مشرق میں دیوار چین تک قرآنی دعوت کو اس قوم نے پہنچا دیا پھیلا دیا،

گویا اترنے اور نازل ہونے کے چند ہی سال بعد وہی قرآن جو عرب میں اترا تھا معمورۂ عالم کے آباد اور شایستہ علاقوں کا قرآن بن چکا تھا، اس کتاب کو اپنی آسمانی کتاب سامی آریائی، تورانی، الغرض بنی آدم کی عام نسلوں اور قوموں میں ماننے والے پیدا ہو چکے تھے، ان ہی ماننے والوں میں نبوت و کتاب سے بے تعلق ہو کر خود تراشیدہ اوہام میں مبتلا بت پرستوں کے ساتھ جیسے عیسائی تھے، یہودی تھے، مجوسی تھے، اسی طرح جاننے والے جانتے ہیں کہ اُن میں کافی اور معقول تعداد بودھ مت کے ماننے والوں کی بھی تھی، وسط ایشیا، بخارا، سمرقند، بلخ، ہند، سرحد چینی، ترکستان بلکہ چین میں بھی قرآن پڑھنے والے آج جو پائے جاتے ہیں، سمجھا یہی جاتا ہے کہ اُن کی اکثریت کا تعلق زیادہ تر بودھوں ہی سے تھا،

سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ یہودیوں، عیسائیوں مجوسیوں کے تذکرہ کے ساتھ قرآن پر ایمان لانے والے ان بودھسٹوں کی طرف بھی اس کتاب میں کیا کوئی اشارہ کیا گیا تھا؟ مذاہب و ادیان کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص مذہب کے ماننے والوں کو مختلف ممالک اور قوموں میں مختلف ناموں سے لوگ موسوم کرتے رہے ہیں، دور کیوں جائیے، خود مسلمانوں کو سارا سین، مور، ترک، ہوئی ہوئی، اور نہ جانے کن کن ناموں سے کن کن ملکوں میں نہیں پکارا گیا اور آج تک نہیں پکارا جا رہا ہے،

اسی کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ گوتم بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کی جد و جہد کا دائرہ بقول ڈنسنٹ

(بقیہ حاشیہ ص ۸۵) کہتے ہیں "قرآن عرب میں نازل ہوا، مصر میں پڑھا گیا، ترکی میں لکھا گیا، اور ہندوستان میں سمجھا گیا، یہ واقعہ بھی ہے کہ مصریوں سے بہتر قاری کہیں نہیں پائے جاتے، خط نسخ اور قرآنی کتابت میں ترکوں کا کام بے نظیر ہے، باقی ہندوستان میں سمجھا گیا، ہندوستانی ہو کر اس دعوی کی تشریح کیسے کروں ۱۲،

اے۔ اسمتھ،

"نہایت چھوٹے علاقے تک محدود تھا جس مین تقریباً چار درجے عرض بلد اور اتنے ہی طول بلد شامل تھے، یہ علاقہ گیا، الہ آباد، اور کوہستان ہمالیہ کے درمیان کا ملک تھا، اسی حدود کے اندر گوتم بدھ پیدا ہوا، زندہ رہا اور بالآخر فوت ہوگیا، (ص ۲۶۷)

لیکن مہاراجہ اشوک کی سرپرستی کے بعد جیسا کہ رائے بہادر مہامہوپادھیائے گوری شنکر ہیراچند نے لکھا ہے،

"اشوک کی کوشش سے بودھ دھرم کی اشاعت محض ہندوستان تک محدود نہ رہی، بلکہ ہندوستان کے باہر لنکا، اور شمال مغرب کے ملکون مین اس کا زور اور بڑھ گیا، بعد ازان بودھ سادھوؤن کے مذہبی جوش کی، بدولت دور دراز ملک، تبت چین، منچوریا، منگولیا، جاپان کوریا، سیام، برما، اور سائبریا کے کرغیز اور کلموک تک پھیل گیا" ص ۲، (قرونِ وسطی مین ہندوستانی تہذیب)

اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ اے۔ اسمتھ کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ

"اس کی (اشوک) اسی دستگیری نے بودھ مذہب کی قسمت کو پھیرا، اور اس قابل کر دیا کہ اس زمانے مین بھی وہ اسلام اور عیسائیت کا لحاظ تعداد مقابلہ کرنے، بلکہ اُن سے سبقت لیجانے کی کوشش کر رہا ہے" (ص ۲۶۰) (تاریخ قدیم ہند)

ہمین یہ بھی نہ بھولنا چاہیے کہ شمال مغرب اور لنکا جہان بودھ مت کے پھیل جانے کی اطلاع دی گئی ہے لکھنے والون نے یہ بھی لکھا ہے کہ

"ایران و مصر تک بودھ مذہب کا اثر پھیل چکا تھا" (ہندو دن کے دس اوتار ص ۶۲)

یہی نہین، بلکہ شام اور فلسطین مین بھی بودھ مذہب کے جن آثار کا لوگون نے پتہ چلایا ہے اُن کی بنیاد پر بقول اے۔ اسمتھ،

بہت سے مصنفین ایسے بھی ہین، جن کا خیال ہے کہ عیسوی مذہب کی بھی بہت سی باتون مین

بدھ تعلیمات کا اثر ملتا ہے" (قدیم تاریخ ہند ص ۲۲۶)

بجائے خود اس دعویٰ کی نوعیت خواہ کچھ ہی ہو، لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ فلسطین و شام تک بودھ مت کا اثر کسی نہ کسی شکل میں ضرور پہنچا ہے، جہاں عرب کے باشندوں کی آمد و رفت جاری تھی، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تجارتی اغراض سے لنکا اور جزائر شرق الہند جاوا سماٹرا اور چین تک عرب آتے جاتے رہے تھے،

الغرض بودھ مت والوں سے عرب کی واقفیت کسی وجہ سے محل تعجب نہیں ہو سکتی؛

ان اجمالی معلومات کے بعد جن کی تفصیلات سے ارباب تاریخ واقف ہیں، اب آئیے اور جو سوال اٹھایا گیا ہے اس پر غور کیجئے،

اس سے تو خواص ہی نہیں، شاید عوام بھی واقف ہوں گے کہ "الصابئین" کا لفظ جو صابی کی جمع ہے عرب اور مکہ والے صرف اس سے مانوس ہی نہ تھے، بلکہ عام طور پر یہ لفظ اُن میں مستعمل تھا، انتہا یہ ہے کہ جب کہ جانور بھی جانتے ہیں امام رازی نے بھی اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ

کانت العرب یسمون النبی علیہ	عرب کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
السلام صابئاً، (ص ۴۹۵)	کا نام صابی رکھ دیا تھا۔

بلکہ صابی کے اسی لفظ سے صیغے بھی بنائے گئے ہیں (دین اسلام کے قبول کر لینے والوں کو عموماً صیغہ ثلاثی سے صابی ہو گئے) کہا کرتے تھے، لیکن باوجود اس کے جب قرآن کے لفظ "الصابئین" کی تفسیر کا مرحلہ پیش آیا، تو مفسرین کی رائیں مختلف ہو گئیں، تفسیر کی موجودہ کتابوں میں جتنے اقوال پائے جاتے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے،

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام کے دین کے ماننے والوں کی "صابئین" یادگار ہیں (ابو المسعود ج ۱ ص ۵۵)

۲۔ اہل کتاب ہی کا ایک گروہ ہے السدی کا یہ قول ہے،

۳۔ ایک قوم ہے جو فرشتوں کو پوجتی ہے، اور زبور کی تلاوت کرتی ہے،

۴۔ کسدانیوں (قدیم بابل و نینوا) والوں کی یہ یادگار امت ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی امت

کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے،

۵۔ وہب بن منبہ جو غیر قوموں کے حالات سے زیادہ واقف تھے، کہا کرتے تھے کہ صابی ان لوگوں کو کہتے ہیں، جو اللہ کی توحید کے قائل ہیں، لیکن اُن کے پاس کوئی خاص شریعت نہیں ہے جس پر عمل کیا جائے،

۶۔ ابوالزناد کا قول ہے کہ عراق کے نواح میں کوثی نامی مقام کی رہنے والی یہ ایک قوم ہے جو سارے انبیاء علیہم السلام کو مانتی ہے، (درمنثور ج ۱ ص ۷۵)

۷۔ مجاہد کہتے تھے کہ صابی نہ تو یہودی ہیں نہ نصاریٰ بلکہ مشرکین کی ایک قوم ہے جن کے پاس کوئی کتاب نہیں ہے،

۸۔ سعید بن جبیر کی طرف ایک روایت یہ بھی منسوب کیا گیا ہے کہ کچھ لوگ تھے جو یہودیوں سے ملے اور پوچھا کہ تمہارے دین کی نوعیت کیا ہے؟ جواب دیا گیا کہ ہمارے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام ہیں، جن کی کتاب تورات ہے۔ اس کتاب میں فلاں فلاں باتوں کا حکم دیا گیا ہے اور فلاں فلاں چیزوں سے منع کیا گیا ہے، جو ہمارا ساتھ دے گا وہی جنت میں داخل ہوگا، پھر وہ عیسائیوں کے پاس آئے اور پوچھا، جس کا جواب دیا گیا کہ ہمارے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور اُن کی کتاب انجیل ہے، جو ہماری پیروی کرے گا وہی جنت میں ہوگا، صابیوں نے دونوں قوموں کی ان باتوں کو سُن کر کہا کہ ان جھگڑوں میں کون پڑے، ہم کسی مذہب کو نہیں مانتے (درمنثور ص ۷۵)

الغرض یہی یا اسی کے قریب قریب مختلف اقوال مختلف لوگوں کی طرف تفسیر کی کتابوں میں منسوب کئے گئے ہیں، حاصل جن کا یہی ہو سکتا ہے کہ حضرت نوح جو گویا اول الانبیاء تھے، اُن کی طرف منسوب کرکے دنیا کی امتوں میں قدیم ترین امت صابیوں کے ٹھہرانے والے جہاں ملتے ہیں، وہیں ان ہی مفسرین میں ایسے حضرات بھی ہیں، جو یہودیوں اور عیسائیوں کے بعد نئی تازہ اُمت اُن کو قرار دیتے ہیں،

اس میں شک نہیں جیسا کہ تاریخ کی کتابوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کی ایک قوم عراق کے نواح میں پائی جاتی تھی، ابوالزناد نے کوثی نامی آبادی میں اُن کا جو پتہ دیا ہے، اس سے وہی مراد ہیں مسعودی نے

بھی مروج الذہب مین لکھا ہے کہ ایک گروہ اسی صابئین کے نام کا عراق کے نواح مین پایا جاتا ہے، اس کے اصل الفاظ یہ ہین،

ودیارھم فی بلاد واسط والبصرۃ	ان لوگون کی بستیان واسط اور بصرہ مین
من ارض العراق نحو البطائح والآجام	عراق کے اس حصہ مین پائی جاتی ہین جن
(مروج کامل ج ۲ ص ۷۰)	مین بطائح (دل دل) اور نے کے جنگل ہین،

لیکن اسی کے ساتھ المسعودی نے یہ اطلاع بھی دی ہے اور اس کی یہی خبر مستحق توجہ ہے یعنی عراق کے صابیون کا ذکر کرکے اس نے لکھا ہے:-

وھذا النوع من الصابئۃ مباینون	عراق والے صابی اپنے نحلہ و دین وھرم
للحرانیین فی نحلتھم، (ج ۲ ص ۴۰)	مین حرانی صابیون سے الگ ہین،

المسعودی کے ان الفاظ کا صحیح مطلب کیا ہے؟ اس پر تو آگے بحث کی جائے گی، سردست ان سے اجمالی نتیجہ جو پیدا ہوتا ہے، وہ یہی ہے کہ المسعودی کے علم کے مطابق صابیون کی ایک قوم تو وہ ہے جو عراق کے نواح مین پائی جاتی تھی، اور یہ کہ ان عراقی صابیون کا نحلہ (یعنی کیش یا زندگی کے جس طریقہ کو اپنا دھن انھون نے بنا لیا تھا) ان کا یہ نحلہ دوسرے صابیون سے بالکل جدا تھا،

بظاہر خیال یہی ہوتا ہے کہ ان ہی عراقی صابیون کے متعلق سُنی سُنائی باتین، ہمارے مفسرین تک پہنچی ہین، جن کو جو کچھ بھی اس سلسلہ مین معلوم ہوا، اسی کو انھون نے اپنی کتابون مین درج کر دیا،

لیکن جیسا کہ المسعودی نے لکھا ہے عراق کے صابی بھی گو صابی ہی کہلاتے تھے، مگر دوسرے صابیون اور ان مین نام ہی کا صرف اشتراک تھا، ایسا کیون ہوا! کوئی معین قابل اعتماد جواب تو اس کا مشکل ہے، لیکن عراق کے جن حصون مین وہ آباد تھے، یعنی "بطائح اور آجام" جس کی حقیقت گویا وہی ہے جو ہمارے وطن مین بڑے بڑے دریا کے متصل علاقون کی ہوتی ہے، جن مین عموماً دلدل اور جھاڑیان پیدا ہو جاتی ہین، مرطوب اور نمناک

ہونے کی وجہ سے ملیریس مقامات بن جاتے ہین،

ملیریا بخار کا ترجمہ اسی لئے جدید عربی طب مین "آجامی بخار" یا "حمی آجامیہ" کیا گیا ہے، ایرانی امرا جو عراق پر قابض تھے، انھون نے معلوم ہوتا ہے غریب صابیون کو ان ہی علاقون کی طرف ہنکا دیا تھا، اور وہین بسنے پر اُن کو مجبور کیا تھا، انتہائی غربت و افلاس کی زندگی ان ہی بطائح اور آجام مین بسر کرتے تھے،[1]

ایسی حالت مین ان پر جو بھی گذری، گذرنا ہی چاہئے تھا، اپنے موروثی دین، آبائی تہذیب سے اُن کا تعلق ایسی صورت مین اگر باقی نہ رہا، تو خود سوچئے کہ جو افتاد اُن پر پڑی تھی، اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتا تھا،

خدا ہی جانتا ہے کہ ان غریب صابیون کی کتنی پشتین دجلہ و فرات کے ان ملیریس علاقون مین گذری تھین،

اس مین شک نہین کہ عراق جب ایرانی امرا کے پنجۂ استبداد سے آزاد ہوا، تو دوسرون کے ساتھ ان صابیون کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ سانس لینے کا کچھ موقع ملا، خصوصاً بغداد کو عباسیون نے جب اپنا پایۂ تخت بنایا، تو ایک سے زیادہ امرا عباسی دربار کے ایسے نظر آتے ہین جن کے نام کے ساتھ صابی کا لفظ لکھا جاتا ہے، جن مین ثابت بن قرہ اور اس کے خاندان کے لوگ خاص طور پر مشہور ہوئے، لیکن عباسیون کے عہد کے صابی امرا کے خاندان کا بانی بھی ثابت جیسا کہ کتابون مین لکھا ہے کہ ابتدا مین ایک معمولی صراف

---

[1] شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا، مین لکھا ہے کہ ایران در دم کے امرا زمین کے مالکون پر مسلط تھے، حالانکہ زمین کے نہ یہ امرا، مالک تھے، نہ اس کو آباد کرتے تھے، اور نہ اپنے باپ دادون سے وراثت مین اُن کو زمین ملی تھی، مسلمانون نے درحقیقت ان پر زبردستی قبضہ جمانے والے جاگیردارون سے جنگ کی، اور اُن کو مار بھگایا، اور واقعی جو زمین کے مالک تھے، اور اس کو آباد کرتے تھے، اُن کے حوالہ کرکے خراج کے معاملہ مین صلح کرلی گئی تھی،

(تفصیل کے لئے دیکھو ازالۃ الخفا، ج ۲ صفحہ ۱۲۹)

تھا، محمد بن موسیٰ منجم اور فلسفی نے اس کو اپنے ساتھ رکھ لیا تھا، اور علاوہ عام فلسفہ وحکمت کی کتابون کے طب کی تعلیم بھی ثابت نے حاصل کی، معتضد باللہ عباسی خلیفہ اس سے بہت زیادہ متاثر ہوا، اور اسی نے آگے بڑھنے کے مواقع دیئے، جس کی تفصیل کتابون مین پڑھنی چاہیے،

لیکن علم وفضل کے بعد بھی ان صابیون کو اپنے آبائی دین کے متعلق بس اسی قدر معلوم تھا جتنا دجلہ وفرات کے آجام وبطائح مین رہنے والے جانتے تھے یا جان سکتے تھے، البتہ ثابت کا جو نسب نامہ ہمارے ہان کی کتابون مین نقل کیا جاتا ہے، اس مین لکھتے ہین کہ ادریس پیغمبر علیہ السلام کے ایک صاحبزادے جن کا نام طاط تھا، وہی "صاب" کے لقب سے ملقب تھے، ابن ابی اصیبعہ مین ہے :-

الصّابئیون نسبتھم الی صاب	صابی لوگون کی نسبت صاب کی طرف ہے جو
وھو طاط ابن النبی ادریس علیہ	ادریس علیہ السلام کے صاحبزادے طاط
السّلام، (جلد ۱ ص ۲۱۵)	کا نام تھا،

خدا جانے اس کی اصلیت کیا ہے، ممکن ہے کہ عباسی دربار مین امتیاز حاصل ہونے کے بعد یہ بات بنائی گئی ہو، لیکن اگر کچھ بھی اس دعویٰ کا واقعہ سے تعلق ہے تو پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عراق کے صابی مذہبًا نہین بلکہ نسلًا صابی تھے، اور اسی لئے ان صابیون سے وہ الگ تھے، جو دین صابئہ کے ماننے والے تھے، لیکن عراقی صابیون کا جو حال بیان کیا جاتا ہے اس سے اس احتمال کی تائید مشکل ہی سے ہو سکتی ہے، عام طور پر بیان کرنے والے جس طریقہ سے عراقی صابیون کا تذکرہ کرتے ہین، اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسلی نہین، بلکہ ایک دینی جتھے کی تعبیر ہے،

بہرحال مذہب اور مذہبی امتون کی بوقلمونیون کے جو قصے کتابون مین نقل کئے گئے ہین بلکہ آج بھی اس سلسلہ کے عینی مشاہدات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس پر بالکل تعجب نہین ہوتا کہ عراق کے صابیون کی دینی زندگی دوسرے صابیون سے اس حد تک مختلف ہو چکی تھی کہ نام کے سوا ان دونون مین

کوئی چیز مشترک باقی نہ رہی تھی، آخر آج آپ سے کوئی کہے کہ

"ہندوستان میں ایک فرقہ ایسا بھی پایا جاتا تھا، جس کی دینی زندگی اور مذہبی کاروبار کے نمایاں عناصر یہ تھے، کہ جو مر چکے ہیں، ان ہی کے ساتھ تعلقات کو تازہ رکھنا اپنا سب سے بڑا مذہبی فرض خیال کرتے تھے، اُن کی ہر آبادی میں ایک مرکزی قبر پائی جاتی تھی، زندگی کے مشکلات، اور تمام حاجتیں اسی آبادی کی اسی قبر یا درگاہ کی طرف رجوع ہونا، خوشی اور غم ہر موقعہ پر درگاہ کی حاضری، شادی کے موقعہ پر دولھا اور دولھن کی سواریوں کو درگاہ پر لیجانا، سال بھر میں اسی دن جس دن صاحب قبر کی وفات ہوئی، خوشی منانا، ڈھول باجوں کے ساتھ جلوس نکالنا، قبر کو غسل دینے کے لئے خاص اہتمام کے ساتھ ممتاز ہستیوں کا سروں پر پانی لانا، غسل مالی کے بعد پانی کو قبر پر بہا کر اپنے ہاتھوں یا اپنی پیٹھوں سے قبر کو دھونا، غسل کے بعد ہر سال اسی مرکزی قبر پر قیمتی سی قیمتی چادروں کا چڑھانا، عطر اور طرح طرح کی خوشبوؤں میں ان چادروں کا بسانا، اور قبر کے سامنے دھونی دینا، آبادی کے ہر فرد کا قبر پر اپنی اپنی حیثیت سے نذریں چڑھانا، یہ اور اسی قسم کے قبری کاروبار ہی ان لوگوں کا دین اور دھرم تھا۔

قبری کاروبار کے اسی سلسلہ میں ہر سال ایک غیر معمولی تقریب شہروں اور قصبوں ہی میں نہیں بلکہ اُن کے ہر ہر گاؤں میں، اس طرح بھی منائی جاتی تھی کہ بجائے قبر کے دو بزرگوں کی قبروں کا نمونہ کاغذ اور بانس کی ٹھٹھریوں سے بنایا جاتا تھا، اور قبر کے اس نمونہ کو بہترین لباس پہنائے جاتے تھے، سہرا بھی قبر کے اسی نمونہ کے سر پر باندھا جاتا تھا، پھر آبادی کے مقررہ مقام سے مٹی لاکر دو قبریں ایسی بنائی جاتی تھیں، گویا لاشوں کے دو نمونے ہیں، قبر کے نمونوں میں لاشوں کے ان خاکی نمونوں کو دفن کرکے پھر ساری آبادی میں گھوڑوں، ہاتھیوں، اونٹوں وغیرہ کے جلوس میں سواری نکالی جاتی تھی، نقارے شہنائیاں، بگل، قرنا، لوق، الغرض دنیا بھر کے باجوں

کے ساتھ گشت کراتے ہوئے اسی مقام پر لوگ پہونچتے تھے، جہان کی مٹی سے لاشون کے نمونے بنائے گئے تھے، اور اسی مقام مین اُن خاکی لاشون کو دفن کر دیتے تھے۔ اس سلسلہ مین ہر آبادی کے قبری نمونہ کا مقابلہ دوسری آبادی کے قبری نمونہ سے ہوتا تھا، دونون طرف سے مقابلہ مین کافی جوش و خروش کا اظہار کیا جاتا تھا، بعض دفعہ خونریزی کی نوبت بھی قبری نمونوں کے مقابلہ مین آجاتی تھی، ہر بستی کے باشندے اپنی ضرورتین کاغذ اور بانس کی ٹھٹھریون کے ان ہی قبری نمونون پر پیش کرکے یقین کر لیتے تھے، کہ جو کچھ ہمین مانگنا تھا، مانگ لیا، اور ہماری ساری مرادین سال بھر تک پوری ہوتی رہین گی، جو اولاد سے محروم ہوتے سمجھتے تھے کہ ان کو اولاد عطا ہوگئی اور جو روزی مانگتے تھے، خیال کر لیتے تھے کہ رزق کی ضمانت اُن کو مل گئی، ان قبری نمونون کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے بعد جو بچے پیدا ہوتے تھے، ان کو ہر سال خاص قسم کا لباس پہنایا جاتا تھا، کمر مین اُن کی زنجیر باندھی جاتی تھی، اور کے پر بھی سروں پر لگائے جاتے تھے، اور ایک گاؤن کے قبری نمونے کے گرد طواف کرکے دوسرے گاؤن، دوسرے سے تیسرے گاؤن تک طواف کرنے کے لئے وہی دوڑے پھرتے تھے، شربت کی مشکین بھی ان بچون پر لادی جاتی تھین، اور تقریب مین شریک ہونے والون کو وہ شربت پلاتے جاتے تھے، اس زمانہ مین خاص قسم کے کھانے گھرون مین پکتے تھے، کپڑون کو بھی خاص قسم کے رنگ مین رنگتے تھے"

اپنی حکومت کے زوال و انحطاط کے زمانہ مین ہندوستان کے مسلمانون کی اکثریت کی دینی زندگی یہ جیسا کہ جاننے والے جانتے ہین یہی رنگ جو غالب تھا، اس کو دیکھ کر دیکھنے والا مذکورۂ بالا الفاظ مین مسلمانون کی خصوصیتون کو اگر بیان کرے تو بتایا جائے کہ غلط بیانی یا جہل کے الزام کو اس کی طرف عائد کرنا کسی حیثیت سے بھی صحیح ہو سکتا ہے،

پھر جن لوگون کے سامنے صاحبون کے وہی نمونے پیش ہوئے، جو ایرانیون کی غلامی کے شکنجے مین جکڑے

ہوے عراق کے بطائح و آجام مین جہل و وحشت کی زندگی گذار رہے تھے جن غریبون کی اخلاقی زبون حالیان اس حد تک پہنچی ہوئی تھیں کہ عباسیون کے عہد مین اُن کے صرف لکھنے پڑھنے ہی کے مواقع میسر نہ تھے، بلکہ کتابون مین پڑھیے، ان مین بڑے بڑے مصنفین، فلاسفہ، فقہ آئین اطبار، مسلسل پیدا ہو رہے تھے، ان ہی صابیون مین بعضون کا اقتدار اس درجہ تک پہنچ گیا تھا کہ عباسی خلیفہ معتضد باللہ کے متعلق لکھا ہے کہ

کان یجلس بحضرته فی کل وقت	اس کی مجلس مین وہی صابی شریک رہتا تھا،
و یجاذبه طویلاً و یضاحکه	جو خلیفہ سے باتیں کرتا، ہنستا، بولتا، اور
و یقبل علیه دون وزرائه	وزراء کے مقابلہ مین خلیفہ اسی کی طرف
و خاصته (القفطی ص ۱۸)	متوجہ ہوتا،

مگر باوجود ان تمام باتون کے خود ایک عراقی صابی کا بیان ہے کہ جس کو مین بجنسہ اس کے الفاظ کے ساتھ القفطی کی تاریخ سے نقل کر دیتا ہون،

و لهو لاء الصائبة من سوء	اخلاقی خرابیون اور باہمی بغض و عداوت
الاخلاق و معاداة الاهل	مین ان صابیون کا یہ حال ہے کہ ان کے سوا
بعضهم بعضاً ما لا یکون علیه	یہ حال کسی دوسرے کا نہین ہو سکتا، ان مین
احد غیرهم حتّی لا یری منهم	دو آدمی بھی کبھی متفق اور میل ملاپ کے ساتھ
اثنان متفقین و لا مجتمعین بل	نہین رہ سکتے، بلکہ ہر ایک دوسرے کے مقابلہ
یسعی بعضهم فی بعض و یقبح	مین مخالفانہ کوششون مین سرگرم رہتا ہے،
کلّ واحد علی الآخر بکل	اور جہان تک ممکن ہے ایک دوسرے کی
ما یجد الیه السبیل،	برائی، اور عیب چینی کے درپے رہتا ہے کوئی
(صفحہ ۲۶۰)	دقیقہ اس راہ مین اٹھا نہین رکھتا،

یہ بیان اس شخص کا ہے جو صابیون کے اسی خاندان کا ایک رکن تھا، جسے عباسی عہد مین غیر معمولی عروج واقبال حاصل ہوا تھا، اس کا نام ابوالفضل تھا، مثلاً اُس نے اپنے حقیقی بھائی ابوالحسن الصابی کے طرزِ عمل کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مین ایک مہلک مرض مین مبتلا ہوا، بھائی سے میری صفائی نہ تھی وہ مجھ سے ملتے تھے، اور نہ مین اُن سے، لیکن اپنے مرض کی تکلیف سے مجبور ہوکر اُن کو خط لکھا، اور بہ حاجت کے ساتھ عرض کیا کہ مجھے آکر دیکھ جائیے، اور میرا علاج کیجئے، میرے اس خط کو پاکر وہ آ تو گئے، اور علاج بھی کیا، لیکن جب میری حالت کچھ سنبھلی تو وہ چلے گئے، تندرست ہونے کے بعد مین لاٹھی ٹیکتے ہوئے اُن کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ایک دن اُن کے گھر پہنچا، ایک دریچے سے اُن کی نظر مجھ پر پڑ گئی، پکار کر بولے کہ

"ابوالفضل تم الٹے پاؤن واپس جاؤ، میرا دل تم سے صاف نہین ہوا ہے، اور جیسے تعلقات تم سے منقطع تھے آئندہ بھی منقطع ہی رہین گے"

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد ابوالفضل لکھتا ہے کہ اس بے رحم آدمی کے اس برتاؤ کو دیکھ کر میرا دل ٹوٹ گیا، اور مین ملے بغیر واپس چلا آیا،

وما دخل الیّ ولا دخلت الیہ مدّ الحیاۃ (قفطی ج - ص ۲۶۰)

پھر نہ زندگی بھر میں ہی اُن کے یہان گیا، اور نہ وہی میرے یہان آئے،

علم وفضل کے بعد جن کی یہ اخلاقی حالت تھی، تو اندازہ کرنا چاہیے کہ جہل ووحشت کے زمانہ مین وہ کیا ہون گے،

یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے مفسرین بے چارے ان صابیون کے متعلق کسی خاص نتیجہ تک نہ پہونچ سکے، بظاہر خیال گذرتا ہے کہ عراق کے قدیم باشندے کلدانیون، یا کسدانیون کی صحبت مین ستارہ پرستی اور آفتاب وماہتاب کی مورتیون کی پوجا کا رواج ان مین ہو چکا تھا، پھر جب یہودیون اور عیسائی مذہب کے راہبون کی آمد ورفت اسلام سے پہلے عراق مین شروع ہوئی تو عیسوی دین کی

بھی کچھ چیزین ان کی دینی زندگی مین شریک ہوگئین، مثلاً وہ داؤد علیہ السلام کے زبور کی تلاوت کیا کرتے تھے،
جو بظاہر عیسائیون یا یہودیون کے میل جول کا نتیجہ تھا، اور اہل کتاب ہی کی صحبت مین غالباً وہ حضرت نوحؑ،
حضرت ادریسؑ اور دوسرے انبیاء کے نامون سے واقف ہوئے، جب اُن سے کوئی پوچھتا تو کبھی اپنے آپ کو
حضرت نوحؑ کی اور کبھی حضرت ادریسؑ کی یادگار قرار دیتے، اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ ان مین سے بعضون نے
باضابطہ عیسائی یا اہل کتاب کا دین قبول کر لیا تھا، آیندہ بھی اس کا ذکر آئے گا،

بہرحال میرا خیال ہے کہ ارباب تفسیر تک اُن کے متعلق اسی قسم کی روایتین مختلف ذرائع سے پہنچتی
رہین، اور ان ہی کو وہ کتابون مین درج کرتے چلے گئے،

مگر سوچنے کی بات یہ تھی کہ عراق کے یہ صابی جن کی حیثیت ایک مقامی فرقے سے زیادہ نہ تھی اُن کی
تعداد جیسا کہ بعضون نے لکھا ہے کہ ترکون کے زمانہ تک چند لاکھ سے آگے نہ بڑھ سکی تھی[1] اسی سے اندازہ
ہوتا ہے کہ مسلمانون نے عراق مین جس زمانہ مین اُن کو پایا ہوگا، شاید چند ہزار سے زیادہ نہ رہے ہونگے
اور قرآن جس وقت نازل ہو رہا تھا، اس وقت اُن کی تعداد اور بھی کم، اور ناقابل لحاظ ہی رہی ہوگی،
ایسی حالت مین کسی صورت مین بھی دنیا کی عالمگیر دینی اُمتون یا غیر معمولی شہرت رکھنے والی
مذہبی قومون یعنی یہود و نصاریٰ اور مجوس کے ساتھ ایسے حقیر فرقے یعنی صابیون کے قرآن مین تذکرہ
کی جو عراق کے میسوپوٹامیا مین غربت و افلاس، وحشت و بربریت کی زندگی گذار رہا تھا، آخر کیا وجہ ہو سکتی
تھی، اور اگر قرآن بڑے چھوٹے ہر قسم کے دینی فرقون ہی کا ذکر کرنا چاہتا تھا، تو دنیا کے ہر حصہ مین بیشمار
دینی فرقے اور مذہبی جتھے پائے جاتے تھے،

---

[1] ایک عراقی فاضل نے "الصابئہ" کے نام سے ایک مقالہ لکھا تھا جو کتابی شکل مین بھی شائع ہو چکا ہے، اپنی ذاتی
معلومات کی روشنی مین عراقی صابیون پر انھون نے بحث کی ہے، افسوس ہے کہ اس وقت یہ کتاب میرے پاس
موجود نہین ہے، اسی کتاب مین یاد آتا ہے کہ ترکون کے زمانہ مین عراقی صابیون کی تعداد چند لاکھ سے زیادہ نہین

ان سب سے قطع نظر کر کے صرف عراق کے اس مجہول اور غیر معروف فرقہ کے انتخاب کی کوئی وجہ تو ہو سکتی تھی، اس قسم کی مقامی مذہبی ٹولیوں سے تو دنیا بھری ہوئی تھی، اس لئے اگر ان عراقی صابیون کو قرآن کے صابئین کا مصداق نہ قرار دیا جائے، تو وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر قرآن کے ان "الصابئین" کو ہم کہاں ڈھونڈھیں،

آیئے، جو مواد اور معلومات اس سلسلہ میں اب تک فراہم ہوئے ہیں، اسے پیش کئے دیتا ہوں ممکن ہے اس سے کسی نتیجہ تک پہنچنے میں کچھ مدد ملے،

اس سلسلہ میں پہلی اطلاع اسی المسعودی کی ہے، جس نے لکھا ہے کہ عراق کے صابیون کا نحلہ (دین، دھرم) دوسرے صابیون سے مختلف ہے، اپنی کتاب مروج الذہب میں ایک مقام پر اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

"ہندوستان اور چین کے اکثر باشندوں کا خیال تھا کہ خالق کائنات خود بھی ایک جسمانی وجود ہے، اور فرشتے (ملائکہ) بھی جسمانی ہیکل رکھنے والی ہستیاں ہیں، خدا اور اس کے فرشتے پر اُن کا اعتقاد تھا کہ آسمانوں میں چھپے ہوئے ہیں، اسی اعتقاد اور خیال نے اُن کو اس پر آمادہ کیا کہ خدا خالق کائنات اور اس کے فرشتوں کی مورتیاں تراشیں، انھوں نے خدا کی بھی مورت ڈھالی، اور فرشتوں کی بھی، ان کی مورتیاں، مختلف شکل وصورت اور قد کی کی بنائی گئی تھیں، جن میں بعضوں کی صورت تو انسانوں کی اور بعضوں کی شکلیں غیر انسانی تھیں اُن مورتیوں کو قربانیوں کے مختلف طریقے اختیار کئے گئے، اور خاص خاص قسم کی نذریں ان کے لئے مقرر کی گئیں"

(بقیہ حاشیہ ص ۵۷) بتائی گئی تھی، بہرحال ہزار بارہ سو سال بعد عراق کے ایک غیر مشہور فرقہ کی شکل میں ان کا رہجانا یہ خود دلیل ہے کہ اتنے طویل عرصہ میں بھی اُن کو بڑھنے پھلنے پھولنے کا موقع نہ مل سکا، اس مقالہ میں بھی قرآن کی الصابئین ان ہی عراقی صابیون کو قرار دیا گیا ہے،

اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ ان مورتیون کے بعد آفتاب ماہتاب ستارون اور سیارون کی پرستش کا رواج بھی ان مین ہوا، اور اُن کی بھی مورتیان بنائی گئین، اور ہر مورتی کے لئے خاص خاص قسم کے ہیکل یعنی مندر اور دیول تعمیر کئے گئے جن کا نام ان ہی ستارون کے نام پر رکھا گیا، یہ اور اسی قسم کی تفصیلات کے بعد المسعودی نے بیان کیا ہے اسی کا پیش کرنا مقصود ہے،

فلم یزالوا علی ذلک حتی ظهر بوذاسف — ہندوستان وچین کے باشندے ان ہی اصنام

بارض الهند، وکان هند یا، — مین تھے کہ سرزمین ہند مین ایک شخص بوذاسف

(مروج جلد ۵ ست برکامل) — نامی ظاہر ہوا، جو خود ہندوستانی تھا،

اس کے بعد یہ لکھ کر کہ ہندوستان کے سوا بوذاسف کا اثر بلخ سیستان، زابلستان کرمان وغیرہ وغیرہ تک کیسے پہنچا، یہ بھی اطلاع دیتا ہے کہ

وزعم انه رسول الله وانه واسطة — بوذاسف نے دعوی کیا کہ وہ اللہ کا رسول

بین الله وبین خلقه، — ہے، خدا اور اس کے بندون کے درمیان

(″) — وہ واسطہ ہے،

پھر اس قسم کی باتون کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ ہندوستان کا یہ بوذاسف ایرانی بادشاہ طہمورث کے زمانہ مین پیدا ہوا، اور بعض کہتے ہین کہ جمشید کے عہد مین ظاہر ہوا، آخر مین اس واقعہ کا انکشاف کرتا ہے کہ

وهو اول من اظهر مذهب الصابئة — بوذاسف ہی پہلا آدمی ہے جس نے پہلی دفعہ

(″) — صابئہ کے دین کو ظاہر کیا،

بوذاسف کے دین کی اصل روح المسعودی نے ان الفاظ مین درج کی ہے،

کان بوذاسف اعرف الناس بالزهد — بوذاسف لوگون کو زہد (یعنی دنیا سے

فی هذا العالم والاشتغال بما علا	بقدر ضرورت استفادہ) کا حکم دیتا تھا، اور
من العوالم اذ کان من هنالک بدء	یہ کہ اپنی توجہ کو لوگ برتر و بالا جہانوں
النفوس والیها یقع الصدر من	کی طرف مرکوز رکھیں، کیونکہ عالم بالا ہی
هذا العالم،	سے جانوں کا آغاز ہوا، اور پھر پلٹ کر
(مروج برکاش ج ۵ ص ۲۰)	اسی عالم بالا کی طرف لوگ جائیں گے،

وہ لوگ جو اس سے واقف ہیں کہ بوذاسف بودھا کے لفظ کا عربی تلفظ ہے، عربی کتابوں میں بودھا کا ذکر بوذاسف ہی کی شکل میں کیا جاتا ہے" وہ المسعودی کی اس اطلاع کا مطلب بھی سمجھ سکتے ہیں، اور یہی ان کو سمجھنا چاہیے کہ بودھا نے جس دین اور دھرم کی دعوت دی تھی، اسی دین کے ماننے والوں کو صابئہ کہتے تھے،

چونکہ المسعودی نے براہ راست ہندوستان کی سیر کی ہے اپنی اسی کتاب مروج الذہب میں متعدد مقامات پر اس نے اس کا تذکرہ بھی کیا ہے، مثلاً ایک موقعہ پر اس نے لکھا ہے کہ

ولقد حضرت ببلد دھیمور من بلاد الھند	میں ہندوستان کے علاقہ دھیمور میں ۳۰۴ھ
..... وذالک فی سنة اربع وثلثمائة (ج ۳ ص ۵۶)	میں حاضر ہوا،

اس کو اس ملک کے عوام و خواص بلکہ حکمرانوں سے بھی ملنے جلنے کے کافی مواقع حاصل ہوئے ہیں، اس لئے بودھا کی صحیح تعلیم کو درج کرکے اس نے انقلابات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے، جن کا بودھ مذہب بعد کو شکار ہوتا رہا،

میرا مطلب یہ ہے کہ بوذاسف یعنی مہاتما بدھ کے بعد بدھ متی کے ماننے والوں کے متعلق کتابوں میں اس قسم کی خبریں جو دی گئی ہیں کہ

"مہاتما بدھ کو معبود مانکر ان کی عبادت کی تعلیم دی جانے لگی، اور مورتیاں بننے لگیں

پھر ۲۴ ماضی، ۲۴ حال، اور ۲۴ مستقبل کے بعد بدھون کی تخلیق کی گئی،

اتنا ہی نہیں، بودھی ستوؤں، اور بے شمار دیویون کو بھی، وجود مین لایا گیا، اور سیا ہی

کی مورتیں بننے لگین"۔ (قرونِ وسطیٰ مین ہندوستانی تہذیب)

بدھ متی کے ان انقلابی اور تحریفی پہلوؤن سے بھی المسعودی واقف نہین ہے، اس نے لکھا ہے،

" مورتیون کی پوجا کا طریقہ بھی ان مین جاری ہوا، اس سلسلہ مین مختلف حیلون اور

مخفی تدبیرون سے کام لیا گیا[1]" (ص ۴)

---

[1] اس وقت المسعودی کیا جو مطبوعہ نسخہ میرے پیش نظر ہے وہ فاحش اغلاط سے معمور ہے، عموماً قرینہ اور قیاس ہی سے صحیح الفاظ سمجھ مین آتے ہین، اس موقع پر بھی عبارت کچھ اس طرح چھپ گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاتما بدھ جس نے توحید کی تعلیم دی تھی، خود اسی نے مورتی پوجا کے طریقہ کو بھی جاری کیا، علاوہ تناقض کے واقعہ کی یہ صحیح تعبیر بھی نہین ہے، مطبوعہ نسخہ میں ہے کہ "جد بوذاسف عند الناس عبادۃ الاصنام" بظاہر جد کی جگہ بعد کا لفظ چاہیئے تو یہی کہ اصل کتاب مین ہو یعنی بوذاسف کے بعد بدھ متی کے ماننے والون کو عبادۃ الاصنام (مورتی پوجا) کی طرف مائل کیا گیا

معارف :- مروج المذہب کے پیرس کے مطبوعہ نسخہ مین بھی جس کی تصحیح پروفیسر مینارڈ اور پروفیسر کورتل نے کی ہے بعینہٖ یہی عبارت ہے، اس لئے اس کو طباعت کی غلطی پر محمول نہین کیا جا سکتا، مسعودی کا خیال یہی رہا ہوگا اور اس بارہ مین اس کو یہی معلومات پہنچے ہون گے،

معارف نمبر ۲ جلد ۱،

۲

بدھ مت پر بحث کو جو کچھ گذری وہ میری بحث کا موضوع نہیں ہے، بلکہ کہنا یہ ہے کہ بدھا یا بوذاسف کے ماننے والوں کو صابئہ کہتے تھے، اس کا ذکر المسعودی نے علاوہ مذکورۂ بالا مقام کے اسی کتاب میں دوسری جگہ ان الفاظ میں کیا ہے:-

ابوذاسف احدث مذاهب الصابئة، (مروج ص ۴، جلد ۲ برکاتی)

صابئہ کے مذاہب یعنی دینی خیالات کو بوذاسف ہی نے پیدا کیا،

اور المسعودی تو خیر ہندوستان کا صرف سیاح ہے، یہاں کی علمی زبانوں یعنی سنسکرت یا پالی وغیرہ سے بھی آشنا نہ تھا، مجھے اس کا علم نہیں ہے، لیکن ابوریحان بیرونی کو کون نہیں جانتا کہ ہندی زبانوں اور ہندی علوم و معارف کا اپنے وقت ہی میں نہیں، بلکہ شاید آج تک مستند ترین ماہر مانا جاتا ہے، اپنی مشہور کتاب الآثار الباقیہ میں اُس نے جو کچھ لکھا ہے، میں بجنسہٖ اس کے الفاظ نقل کر دیتا ہوں:-

بوذاسف قد ظهر عند مضی
سنة من ملك طهمورث
بارض الهند وراتی بالکتابة
الفارسیة ودعا الی ملة الصابئین
فاتبعه خلق کثیر وبقایا هم
الآن بالهند والصین التغزغزو
یسمیهم اهل خراسان بشمنان
وآثارهم وبهارات صنامهم
وفرخاراتهم ظاهرة فی الثغور
خراسان المتصلة بالهند

(مضبوعہ جرمنی ص ۲۰۶)

بوذاسف (یعنی بودھا) شاہ طہمورث
ایرانی) کے ایک سال بعد سرزمین ہند
مین ظاہر ہوا، اور فارسی حروف کو اس نے
رواج دیا، اسی نے الصابئین کی ملت کی
طرف لوگون کو دعوت دی، بہت بڑی خلقت
اس کی پیرو ہوگئی، جن کے بقایا نام یوا
آج تک ہندوستان اور چین، تغزغز،
(ترکی قبائل) مین پائے جاتے ہین، اور
خراسان کے لوگ ان کو "شمنان" کہتے ہین،
(بوذاسف کے ان ماننے والون) کے آثار
اور اُن کی مورتیون، اور فرخارات (یعنی
پیکرون) کے بھامات خراسان کے ان حصون
مین جو ہندوستان سے متصل ہیں، عام طور
پر پائے جاتے ہیں،

البیرونی نے جس تفصیل سے کام لیا ہے اُس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم قطعی طور پر اسی نتیجہ تک پہنچتے ہین کہ الصابئین کی ملت کا داعی البیرونی کے نزدیک بھی بوذاسف یعنی بدھا تھا، بھارات کا لفظ بہار کے لفظ کی جمع ہے، اور یہ معلوم ہے کہ بودھ مذہب کے دینی مراکز کی تعبیر بہار سے کی جاتی تھی، بہار کے صوبہ مین بودھ مذہب کے دینی مرکزون کی کثرت تھی، اس لئے اس صوبہ کا نام ہی بہار ہوگیا، بلکہ جاننے والے جانتے ہین کہ وسط ایشیا کا شہر نجارا دراصل بہار ہی کے لفظ کی ایک شکل ہے، ایک زمانہ میں خراسان کا یہی شہر بودھون کا

مرکز تھا، بلخ کا نوبہار تو مسلمانوں کی آمد تک موجود تھا، عباسی دربار کے برمکی وزراء کا نسبی تعلق بلخ ہی کے اسی نوبہار کے پرکھوں سے تھا، پرمکھ کا لفظ عربی میں برمک بن گیا،

اصنام کے ساتھ فرفارات کا لفظ ظاہر ہے کہ فارسی کے "لفظ پیکر" کی عربی شکل ہے، باقی البیرونی کی یہ اطلاع کہ بوذاسف نے فارسی کتابت کے طریقہ کو اختیار کیا، چونکہ قدیم ایرانی حروف سے بھی میں ناواقف ہوں، اور پالی زبان کے حروف سے بھی ناآشنا ہوں، اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ البیرونی کا صحیح مطلب کیا ہے[1]

عام طور پر ہماری کلامی کتابوں میں "سمنیہ" کا لفظ مستعمل ہے، جس کے متعلق یہ سمجھا دیا جاتا ہے کہ وہ ہندوستانی متکلمین کے کسی خاص گروہ کی تعبیر ہے لیکن البیرونی کے اس بیان سے کہ خراسان میں بودھسٹوں کو یعنی بوذاسف کے پیروؤں کو شمنان کہتے تھے، اب یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ "سمنیہ" اسی شمنان کی نسبت سے بنا لیا گیا تھا جس سے مراد بدھ مت کے لوگ تھے، اور بھی بہت سے جدید انکشافات بیرونی کی اس اطلاع سے حاصل ہوتے ہیں جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے، میری غرض صرف یہ ہے کہ "الصابئین" بودھا کے ماننے والوں کا نام ہے، المسعودی کے سوا ابوریحان بیرونی جیسے ماہر ہندیات کی بھی شہادت بھی ہے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مورخین کی یہ تاریخی تحقیق کہ "الصابئہ" جن کا قرآن میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ عالمگیر امتوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، یہ وہ تمام بدھ کے ماننے والے بدھسٹوں کی تعبیر ہے جو دین کی خدمت کرنے والے علماء اور مفسرین تک شاید نہ پہونچ سکی، اور عراق کے آجام و بطائح میں جو صابی پائے جاتے تھے، انہی کے متعلق جو تھوڑے بہت معلومات ان تک مختلف ذرائع سے پہنچے رہے، ان ہی پر

---

[1] مولانا عنایت رسول چریاکوٹی مرحوم کا حال ان کی کتاب (بشریٰ نامی) کے شروع میں جو درج ہے، اس میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ فارسی کا قدیم رسم خط بائیں طرف سے لکھا جاتا ہے جس زبان میں ژند اوستا (زرتشتی دین کی کتاب) ہیں اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سنسکرت کے رسم خط کی جگہ بدھ مت نے غالباً سہولت کی وجہ سے اسی قدیم ایرانی حروف کے رسم خط کو اختیار کر لیا تھا، وہی پالی کے نام سے مشہور ہوا، ہندوستان میں پالی

ہمارے بزرگون نے قناعت کرلی لیکن دینی علماء کے سوا ہمارے یہان تعلیم یافتہ مفکرین کا جو طبقہ تھا، وہ اسلامی مورخین کی مذکورہ بالا تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ واقف تھا، اور مسلمانون مین فلسفہ کی جو شاخ اشراقی فلسفہ کے نام سے موسوم ہے، اسی فلسفہ کی کتاب شرح حکمۃ الاشراق مین بوذاسف یعنی بودھا کے متعلق لکھا ہے کہ

هُوَ الَّذِی شرع دین الصابئة	بوذاسف وہی ہے جس نے صابئہ کے دین
(شرح حکمۃ الاشراق ص ۴۹)	کو جاری کیا،

اگرچہ اسی کے ساتھ ایک ایسا قول بھی اسی کتاب مین درج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عراقی صابئین کو دیکھ کر بعض لوگ بوذاسف یعنی بودھا کے متعلق اس مغالطہ مین مبتلا ہوگئے کہ وہ ہندوستان کا نہین بلکہ کالڈیا کا رہنے والا تھا، اور کالڈیا والے جو کسدانیون کے نام سے بھی موسوم تھے، ان کی ستارہ پرستی وغیرہ کے طریقہ کا موجد وہی تھا، اسی نے تاریخ کے سنین متعین کئے، اور دنیا کو مختلف ادوار مین تقسیم کیا،[1]

غرض جس طرح عراقی صابیون کی وجہ سے ہمارے مفسرین "الصابئین" سے بوذاسف کے رشتہ کا پتہ نہ چلا سکے، اسی طرح عراق کے ان ہی صابیون کو دیکھ کر اور یہ معلوم کرکے کہ "الصابئین" بوذاسف کے پیرؤن کا نام ہے، ہمارے ارباب فکر و نظر کا ایک گروہ اس مغالطہ کا شکار ہوگیا کہ بودھا ہندوستان مین نہین بلکہ عراق ہی مین پیدا ہوا تھا، اور وہین اپنے دین کو اس نے جاری کیا، اور اسی قسم کے دوسرے مسائل بھی

(بقیہ حاشیہ ص ۱۶) جاننے والے علماء پیدا ہوچکے ہین، وہی بتا سکتے ہین کہ اصل واقعہ کیا ہے، [1] دیکھیے شرح حکمۃ الاشراق ص ۹، ۴ مطبوعہ ایران، دلچسپ بات اسی سلسلہ کی یہ ہے کہ نوح علیہ السلام اور اُن کے مشہور طوفان سے پہلے تسلیم کرلیا گیا تھا کہ بودھا قدیم بابل مین پیدا ہوچکا تھا، اور یہ کہ اپنے نجومی حساب سے اس نے اس طوفان کی پیشین گوئی بھی کی تھی، اپنے ماننے والون کو پہلے ہی سے ہشیار کردیا تھا،"

عراقی صابیوں کے خاص حالات نے پیدا کر دیئے تھے، جن کی تفصیل کی اس مختصر مقالہ میں گنجایش نہیں ہے[1]۔ بہرحال آخر میں قابلِ ذکر اور لائقِ توجہ یہ سوال رہ جاتا ہے کہ الصابئین اگر مانند کے مانند والوں کی تعبیر ہے تو یہ سوال ہو سکتا ہے کہ بوتھ کے مانند والوں کے "الصابئین" کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ کیا تھی، اور عرب و اطرافِ عرب میں اس نام سے وہ کیوں مشہور ہوئے، اور یہ کہ اہلِ مکہ "اسلامی دین" کے قبول کرنے والوں، بلکہ خود داعی اسلام علیہ السلام پر یہودی عیسائی یا مجوسی ہو جانے کے صابی ہو جانے کا الزام کیوں لگاتے تھے،

برسوں سے اس مسئلہ پر غور و فکر کرنے کے باوجود میں کسی اطمینان بخش نتیجے تک نہیں پہونچ سکا ہوں سمجھ میں نہیں آتا، کہ اہلِ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ جن سے عرب اچھی طرح واقف تھے، اور جن کی کافی تعداد عرب میں پائی جاتی تھی، اسلام جو اس کا مدعی ہے کہ سارے مذاہب و ادیان جو خدا کی طرف سے بنی آدم کو عطا ہوئے، قرآن ان خدائی قانونوں اور قدرتی آئین کی آخری شکل ہے، ان ساری آسمانی کتابوں کا آخری اڈیشن ہے، اسی لئے مطالبہ کیا گیا ہے کہ جس کسی کے پاس بھی دین یا مذہب جس شکل میں بھی اپنے باپ دادوں سے پہنچا ہو، اس کا فرض ہے کہ آسمانی کتاب کے اسی آخری اڈیشن سے اس کی تصحیح کرلے، ان مذاہب و ادیان کے جن عناصر و اجزاء پر قرآن نے توثیقی و تصدیقی مہر ثبت کر دی ہے سمجھنا چاہیئے کہ بنی آدم کے قدرتی آئین کے وہی صحیح اجزاء ہیں، اُن کے سوا جو کچھ بھی جس دین میں ملے، اسے تلف کر دینا چاہیئے

---

[1] مثلاً معلوم ہوتا ہے کہ ان عراقی صابیوں یا شام کے صحرائی علاقوں حران وغیرہ میں جو صابی پائے جاتے تھے ان میں بعضوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا، مگر باوجود اس کے یہ صابی بھی کہلاتے تھے، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ فتویٰ منسوب کیا گیا ہے کہ اہلِ کتاب کا دین جن صابیوں نے اختیار کر لیا ہے، اُن کے ساتھ اہلِ کتاب کا برتاؤ کرنا چاہیئے یعنی اُن کی عورتوں سے ازدواجی رشتہ بھی مسلمان قائم کر سکتے ہیں، اور ان کا ذبیحہ بھی کھا سکتے ہیں۔

(دیکھو تفسیر جصاص اور فقہ کی دوسری کتابیں)

اس لحاظ سے سب سے زیادہ تصدیقی تعلق قرآن کا اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ ہی کے دین سے تھا، اسلئے سوال یہ ہوتا ہے کہ اپنے انکار و کفر کی توجیہ اور عذر تراشی کے لئے عربوں کے لئے یہ زیادہ آسان تھا کہ وہ قرآنی تعلیمات پر یہ الزام لگا دیتے کہ وہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے دین سے ماخوذ ہیں جیسا کہ آج تک یہ جھوٹا الزام یورپ کے منکرین کی بڑی تعداد کی پناہ گاہ بنا ہوا ہے،

لیکن اس کے بجائے اسلامی دین کے قبول کرنے والوں، بلکہ خود داعی اسلام علیہ السلام پر صابی ہونے کا الزام قریش مکہ کیوں لگاتے تھے، جیسا کہ یورپ کے بعض مستشرقین مثلاً ڈوزی نے لکھا ہے کہ

"ہندوستان سے بدھ مت کے مبلغوں کی ایک جماعت جاں سیون، برہما، چین گئی، اسی طرح ایران، اور مشرق قریب میں بھی اس مذہب کے منادی تبلیغی جد وجہد میں اسلام سے پہلے مشغول تھے (ڈوزی کے مقالات کا عربی ترجمہ)

اگر اس کو مان لیا جائے تو ظہور اسلام سے پہلے مشرق قریب میں جس میں عرب بھی شریک رہے ہیں، بدھ مت کے مبلغوں کی تبلیغی جد وجہد کا دعویٰ ڈوزی صاحب کی کوئی دماغی اختراع ہے، یا واقعی تاریخی وثائق کی روشنی میں وہ اس نتیجہ تک پہنچے ہیں،

کچھ بھی ہو اگر ہم ان کے اس تاریخی انکشاف کو تسلیم بھی کر لیں[1] اور جیسا کہ عام طور پر اس زمانہ میں کہا جاتا ہے کہ بودھ مذہب کے لٹریچر کی تلاش و تحقیق سے لوگ اس نتیجے سے ہو چکے ہیں کہ مہاتما بدھ کا دعویٰ تھا کہ جس دھرم کو وہ پیش کر رہے ہیں،

"یہ وسطی (درمیانی) راستہ ہے یعنی نہ تو عیش و عشرت میں محو رہنا چاہئے اور نہ فاقہ کشی شب بیداری اور دشوار عملیات سے روح کو ایذا پہونچانا چاہئے" بلکہ ان دونوں کے بیچ میں رہنا لازم ہے (ص) (قرون وسطی میں ہندستانی تہذیب)

---

[1] واقعہ یہ ہے جیسا کہ جاننے والے جانتے ہیں کہ ساکیہ منی مہاتما بدھ کے زمانہ میں اور اس سے پہلے ہمارے ملک

اسی طرح پتہ چلایا گیا کہ بدھ کی تعلیم یہ تھی کہ

"دنیا اور اس کی سب ہی چیزیں فانی، اور غم انگیز ہیں" (قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب)

پس ایسی زندگی کو جو فانی نہیں، بلکہ باقی ہو، اور غم و اندوہ کی آلایشوں سے پاک ہو کر صرف سکھ ہی سکھ بن جائے، جو حاصل کرنا چاہتا ہے، اس کو "نروان" کے شرائط کی تکمیل کرنا چاہئے، کرنل السکاٹ نے تھیاسوفیکل سوسائٹی میں جو لکچر "بدھ دھرم" پر ۱۸۸۷ء میں دیا تھا، اس میں اس کا اقرار کیا تھا کہ

"بودھ دھرم مردہ ہو چکا تھا" (ص ۲۵)

مگر اسی مردہ دھرم کی دفن شدہ ہڈیوں کو الٹ پلٹنے کے بعد ان پر ثابت ہوا تھا کہ منجملہ دوسری باتوں کے "نروان" کے لئے مہاتما بدھ کی طرف سے یہ مطالبہ پیش ہوا تھا کہ

بقیہ حاشیہ ص ۱۷۰) ہندوستان میں مقاصد و اغراض کو حاصل کرنے کے لئے "درد ان" کا طریقہ عام طور پر مقبول تھا، یعنی دیوتا اور معبود کے سامنے اپنے آپ کو دکھ پہونچایا جائے، جیسے وہ فقیر جو کوڑے مار کر اور اپنے بدن سے خون نکال نکال کر بھیرو دیوی پر لوگوں کو نذر کرتے ہیں، اس راہ میں لوگ اپنے بدن کا گوشت تک کاٹ کر ہون کرتے تھے، راون کا قصہ مشہور ہے کہ دس سروں میں سے اپنے نو سر کاٹ کاٹ کر آگ میں جھونکتا رہا جس کے بعد "درد ان" اس کو ملا، درد ان کی قوت سے بالآخر وہ فرعون بن گیا، عام طور پر ہندی قصص "درد ان" کے ذکر سے معمور ہیں، آج کل عوام اسی کو "پیر دان" کہتے ہیں، اسی کا نتیجہ تھا کہ لوگ پہاڑوں سے اپنے آپ کو گراتے تھے، آہنی سیخوں پر گر کر سارے بدن کو لہولہان کرتے تھے، ہندوستان کے جنگل "درد ان" کے طالبوں سے کسی زمانہ میں بھرے رہتے تھے، جس دکھ اور مصیبت کی زندگی وہ گذارتے تھے، آج ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے، کہتے ہیں کہ ساکیہ منی مہاتما بدھ بھی کچھ دن تک اسی "درد ان" کے چکر میں گھومتے پھرے، اور بالآخر ان پر بجائے "درد ان" کے "نروان" کا اصول واضح ہوا، جس میں نجات کے لئے خواہ مخواہ کی غیر فطری مصیبتوں کی برداشت کرنے کا انکار کیا گیا، اور مذہبی مطالبات کے مطابق پاکیزہ اخلاقی زندگی کو نروان یعنی نجات کے لئے کافی قرار دیا گیا،

"قتل مت کرو، چوری مت کرو، ممنوعہ لذات سے پرہیز کرو، جھوٹ مت بولو، نشہ یا مست کرنے والے عرق یا اشیا کا استعمال مت کرو"[1] (ص ۳۸)

اگر فلسفیانہ موشگافیون اور منطقیانہ احتمال آفرینیون کے انبار کے نیچے سے ڈھونڈھے جانے والون کو بدھ دھرم مین درحقیقت یہ چیزین ملی ہین، تو اسلام کی تصدیقی و توثیقی فہرست مین بدھ مذہب کے بھی بعض اجزا شریک ہو جاتے ہین، اور دونون مین مشابہت و مناسبت کا مسئلہ چندان بعید از قیاس باتی نہین رہتا،

بلکہ ہمارے بعض علمار کے اس دعوی کا کہ "تناسخ" کا عقیدہ جن مختلف مذاہب مین پایا جاتا ہے ان مین ایک بوذاسف الہندی کا دین بھی ہے، واقعی مطلب یہ تھا کہ

عرضهم هو اثبات المعاد الجسمانی	آخرت کی دوسری زندگی مین جسمانی
فی النشاءة الاخرة علی وجه	طور پر واپسی ہوگی، اسی عقیدے کی
مفصل (تعلیقات شرح حکمۃ الاشراق ص۴۷۹)	تفصیل کا نام تناسخ ہے،

اس سے ان لوگون کا مطلب یہ ہے کہ مذاہب و ادیان کی باتون مین فلسفہ کا رنگ بھر کر روحانی حشر و نشر کا جو عقیدہ پھیلا دیا گیا تھا، اور جس کا کوئی صحیح مطلب ان لوگون کی سمجھ مین نہین آ سکتا، جو جسم اور بدن کے بغیر سکھ یا دکھ کے احساس کا تخیل بھی نہیں کر سکتے تھے، اسی لئے "روحانی معاد" کا مجہول نظریہ عموماً انکار آخرت کے ہم معنی بن جاتا تھا، اس خیال کی تردید اور اسی مغالطہ کے ازالہ کے لئے یہ سمجھایا گیا تھا کہ آیندہ زندگی مین جسمانی قالب ہی کے ساتھ لوگ اٹھین گے، نیک کردارون کو حسین و جمیل جسمانی قالب عطا ہوگا، اور

---

[1] کرنل السکاٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ بدھ متی کے تمام فرقون کا ان باتون پر اتفاق تھا اور برہما چین، جاپان اور چنا گانگ مین کرنل صاحب کے زمانہ مین بدھ متی کے جو مستند علمار تھے، ان کے دستخط بھی ان اتفاقی امور پر حاصل کئے گئے تھے (دیکھو ان کا لکچر ص ۳۸، و ۳۹)

بدکرداروں کو اُن کے بُرے اعمال کے مطابق بری صورتوں اور مسخ شدہ قالب میں زندہ کیا جائیگا،

بہرحال "تناسخ" کے جس عقیدہ کو مہاتما بدھ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اس کا مطلب یہی ہے کہ دوسری زندگی بھی جسمانی قالب میں نمایاں ہوگی، اور "پنرجنم" یا آواگون کا دھرم جگہ بدھ مذہب کے فلسفی مزاج طبائع کی اپج ہے، جس کا اضافہ بعد کو اس مذہب کے عقائد میں ہوا، واقعہ کی نوعیت اگر یہی ہے، تو آخرت کے اس عقیدے اور اسلام کے اخروی زندگی کے عقیدہ میں فرق ہی کیا رہ جاتا ہے، اور جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ جنت میں لوگ جرد مرد یعنی صاف ستھرے چہروں کے ساتھ داخل ہوں گے، اور جہنم میں ایک ابوجہل ہی ایسے طویل وعریض بدن کے ساتھ داخل ہوگا کہ اس کا ایک ایک دانت احد پہاڑ کے برابر ہوگا، اُن کا مطلب یہی تو ہے کہ ایک اچھے قالب میں اچھے لوگ اور بُرے قالب میں بُرے لوگ آیندہ زندگی میں اٹھیں گے۔

کچھ بھی ہو فلسفیانہ نکتہ نوازیوں اور خرافاتی توجیہوں، تحریفی تاویلوں کے نیچے دفن شدہ بودھ دھرم میں کریدنے والوں کو آج جو کچھ بھی مل رہا ہو، مگر ہم جب یہ جانتے ہیں کہ بدھ کے مرنے کے چند صدیوں بعد ہی بودھ کی صحیح تعلیم مختلف فرقوں کی من مانی تشریحات کی شکار ہوکر رہ گئی ہوں سے اوجھل ہوچکی تھی، اسی مضمون میں گذر چکا ہے کہ بدھ متی میں مورتی پوجا کا رواج ہوگیا تھا، اور کیسا رواج؟ کہ ہندوستان کا چپہ چپہ بدھ مورتیوں سے گویا پٹا ہوا تھا، اور تو اور خود غریب بدھ ہی کی مورتی بنا بنا کر لوگ پوجنے لگے تھے، کہنے والے تو یہاں تک کہتے ہیں کہ فارسی کے لفظ "بُت" کی اصل "بدھ" ہی تھی، وال ت سے بدل گئی، چینی سیاح اتسنگ نے لکھا ہے کہ جب وہ ہندوستان آیا تھا، اس زمانے تک

"بودھ دھرم میں اٹھارہ فرقے ہوچکے تھے" (قرون وسطی ص ۴)

ان میں دو فرقوں میں "ہین یان" "مہایان" کو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی،

اگر یہ مان لیا جائے کہ مشرق قریب میں بدھ مت کی اشاعت کا ڈونری کا دعویٰ صحیح تاریخی شہادتوں پر مبنی ہے، تو ہوسکتا ہے کہ بدھ مت مذہب کے داعی بت متی کے نام سے جس دین کو پیش کر رہے تھے، وہ مہاتما بدھ

کی تعلیمات کے صحیح اجزاء کا ترجمان رہا ہو، اور اسی کو دیکھ کر مکہ والون نے مسلمانون کو صابی کہنا شروع کیا تھا، مگر بظاہر جو واقعات ہم تک پہنچے ہین، ان سے اس کی تائید نہین ہوتی، ہمارے یہان کی روایتون مین صرف ایک روایت جو مشہور تابعی قتادہ کی طرف منسوب کی گئی ہے، اور جس کی رو سے صابئین کی دوسری خصوصیتون مین ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ

یصلون الی الشمس کل یوم خمس	وہ آفتاب کی طرف رُخ کرکے دن بھر
صلوٰت (رازی ج ۲ ص ۵۱۹)	مین پانچ دفعہ نمازین ادا کرتے ہین،

اس سلسلہ مین بس یہی ایک روایت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مین جیسے پانچ وقتون مین نمازین پڑھی جاتی ہین، اسی طرح صابیون کے یہان بھی پانچ ہی اوقات عبادت کے تھے، لیکن اسی روایت مین یہ بھی ہے کہ صابی آفتاب کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھتے تھے، ایسی صورت مین محض عبادت کے پانچ اوقات کا اشتراک اہلِ مکہ کے مسلمانون کو صابی کہنے کے لئے کافی نہین ہوسکتا، سچ تو ہو کہ بدھ بیچارے کی طرف اس زمانہ مین یہ عقیدہ تک منسوب کیا جارہا ہے کہ وہ سرے سے خدا ہی کا قائل نہ تھا، یا قائل بھی تھا تو اس کے نزدیک خدا اور انسانی روح بلکہ کیڑون مکوڑون کی جان مین کسی قسم کا فرق نہ تھا، وسنٹ صاحب اپنی تاریخ قدیم ہند مین لکھتے ہین کہ بدھ کا عقیدہ تھا کہ

"وہ ہستی جو اس وقت آسمان مین دیوتا کی حیثیت رکھتی ہے، ممکن ہے مرور ایام کے دوران مین بالآخر ایک کیڑے مکوڑے کی شکل مین دنیا مین نمودار ہو، اور بجنسہٖ اسی طرح ایک کیڑے کے لئے یہ ممکن ہو کہ وہ بتدریج دیوتا کا درجہ حاصل کرلے" (ص ۲۴۰)

ہمارا دین کو فلسفہ کی ان بھول بھلیون مین داخل کرکے معاد جسمانی یا تناسخ کے چکر مین اتنی وسعت پیدا کردی گئی ہو کہ آسمانون والا دیوتا، یا خدا بھی اس چکر سے (العیاذ باللہ) آزاد نہین ہے، تو ایسا دین دین ہی کب باقی رہتا ہے اور اسلام جیسے سیدھے سادے دین کے ساتھ اس کی مشابہت و مناسبت کی صورت ہی

کیا رہ جاتی ہے۔ اسی لئے میں نے عرض کیا تھا کہ مسلمانوں کو کہ دلوں کے یہودی یا عیسائی کہنے کے بجائے صابی کہنے کی کوئی صحیح توجیہ اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی ہے۔

اسی طرح اس کا جواب بھی مشکل ہے کہ عرب اور اس کے علاقوں میں بدھ مذہب کے پیرووں کو لوگ "صابئین" یا "صابئہ" کیوں کہنے لگے تھے؛ ممکن ہے اس علاقے میں بدھ متی جن لوگوں کے ذریعہ پہنچا ہو ان میں سے کسی شخص یا فرقہ کے نام کی طرف منسوب ہو کر یہ لفظ بنا ہو،

لیکن بقول ولسنٹ صاحب جب حال یہ ہے کہ

"بدقسمتی سے بدھ مذہب کے ان تبلیغی مشنوں کا حال محفوظ نہیں، جو ایشیائی افریقہ اور یورپ کی یونانی سلطنتوں میں بھیجے گئے، اور نہ ان مبلغوں کے نام ہی ہم کو معلوم ہیں"

(تاریخ قدیم ہند ص ۲۹۶)

تو اس احتمال کو بھی پیدا کر کے ہم کسی صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتے، یہ صحیح ہے جب کہ پہلے بھی اشارہ کیا جا چکا ہے، کہ خود ہم مسلمانوں کو مختلف ملکوں علاقوں میں مختلف ناموں سے لوگ موسوم کرتے رہے ہیں، یورپ والے ہمیں سارا سین یا مور کہتے ہیں، ہندوستان پہنچ کر ہم ترک کے نام سے یاد کئے گئے ہیں، چین میں بھی ہیں کہ مسلمانوں کو "ہوئی ہوئی" کہتے ہیں، ممکن ہے کہ کچھ اسی قسم کی صورت بدھ مذہب کے ماننے والوں کے ساتھ بھی پیش آئی ہو، ابوریحان بیرونی کا بیان آپ پڑھ چکے کہ خراسان میں لوگ ان کو شمنان کہتے تھے، مگر ان الفاظ کی تو کچھ نہ کچھ توجیہ[1] ہم کر سکتے ہیں، مگر صابی صابئین یا "صابئہ" کے نام سے بدھ کے ماننے والوں

---

[1] یورپ والے کہتے ہیں کہ سارا سین کی اصل صحرا نشین یا سارقین (چور) ہے، لیکن درحقیقت یہ لفظ "سارا قین" تھا، عرب والے اسماعیل ابن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد شمار ہوتے تھے یہود کا دعویٰ تھا کہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بیوی سارہ کی لونڈی تھیں، اس لئے سارے عرب کو وہ سارا قین (سارہ کے غلام) کہتے تھے، حالانکہ حضرت ہاجرہ شاہ مصر کی صاحب زادی تھیں، مسلمانوں کو ہندوستان میں ترک اس وجہ سے کہنے لگے کہ زیادہ تر اسلام اس ملک

کو موسوم کرنیکی ایسی توجیہ جو دلنشین ہو، اب تک سمجھ مین نہین آئی یون کہنے کیلئے تو مختلف احتمالات پیش کئے جاسکتے ہین مثلاً خود مہاتما بدھ کا اصلی نام کہا جاتا ہے کہ سدھارتھ تھا، بدھ مذہب کے پیروون کو بھی سادھو کہتے تھے، بدھ متی والون مین بعد مین جن مورتیون کی پوجا کا رواج ہوا، ان کو بھی "بودھی ستودن" کے نام سے موسوم کرتے تھے، سادھی بدھ مذہب والون کے مذہبی استغراق کی تعبیر تھی، سو بھدر راہا تمابدھ کے چیلون مین ایک مشہور شخصیت کا نام تھا، ان سارے الفاظ کے شروع مین س کا حرف پایا جاتا ہے، جو سامی عربی کے ع کا تلفظ اضیاع کرسکتا ہے

اسی طرح ہندی کے "دھ" کا تلفظ جو لوگ ادا نہین کرسکتے، ان کی زبان مین مختلف شکلین اختیار کرسکتا ہے، اور ایک زبان کے الفاظ کے دوسری زبان مین منتقل ہونے مین اس قسم کی تبدیلی کوئی عجیب نہین ہے اور برابر ہوتی رہتی ہے،

آخر بودھا کا لفظ جب "بوذاسف" بن سکتا ہے، تو کیون نہ سمجھا جائے کہ صابی کا لفظ بھی کچھ اسی قسم کے الٹ پھیر ردوبدل کے قصون سے متاثر ہوا، طبقات الاطباء مین عراقی صابیون کی اصل بتاتے ہوئے ابن ابی اصیبعہ نے جو کچھ لکھا ہے اس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے یعنی جن کو لوگ صابی کہتے تھے، وہ حضرت ادریسؑ کے صاحبزادے طاط کی نسل مین ہین (ج ۲ ص ۲۰۵ طبقات الاطباء)

اگر یہ مان لیا جائے کہ طاط کو ادریس علیہ السلام کا صاحبزادہ قرار دینا کسی غلط فہمی یا اسی اشتباہ پر مبنی ہے[1]، تو دھیان کچھ ادھر جاتا ہے کہ مشرق قریب یا عرب اور اس کے نواح مین شاید صابی ضابی

(بقیہ حاشیہ ص ۱۰۵) مین ترکی فاتحین کے ساتھ ہی پہنچا تھا، مور کا لفظ ممکن ہے مراکش وغیرہ کی طرف منسوب ہوئی ہوئی" کی توجیہ بھی کسی نے کی تھی، جواب یاد نہین، باقی بدھسٹون کو شمنان کہنے کی بظاہر وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ سومنات کی طرف خراسان والے ان کو منسوب کرتے تھے،

[1] اسی سے اندازہ کیجئے کہ ملتان جب تک مسلمان پہونچے تو وہان کی سب سے بڑی مورتی کے متعلق ان مین یہ خیال پھیل گیا کہ ان صنم ہود ایوب النبی علیہ السلام (ص ۱۲۰۹ کامل ابن اثیر یعنی یہ مورتی ایوب علیہ السلام

مذہب کے داعی کی تعبیر تھی یعنی پہلا آدمی اس علاقہ میں جو پہنچا، ممکن ہے اس کا اصلی نام طاط یا ٹاٹ ہو، اور صاب اس کا دینی لقب[1] ہو، اور اسی کی طرف منسوب ہو کر اس کے ماننے والے "صابئین" کے نام سے موسوم ہوئے ہوں واللہ اعلم بالصواب،

(بقیہ حاشیہ ص ۷۰) پیغمبر کی ہے، بظاہر یہ خیال گذرتا ہے کہ ملتان میں پرہلاد کا مشہور مندر تھا، اور جو فسانہ اس سلسلہ میں اب تک بیان کیا جاتا ہے، اس میں پرہلاد کے باپ کا نام کش یپو بتایا گیا ہے، اکش یپو ہی کا لفظ ممکن ہے عربوں کے کان میں یا ان کی زبان پر "ایوب" بن گیا ہو، ورنہ ملتان سے حضرت ایوب علیہ السلام کا بھلا کیا تعلق، تاریخ میں اس قسم کے عجائبات کی کمی نہیں ہے

[1] راہ صواب پر چلنے والا یا راہ صواب بتانے والا، اس مفہوم کی گنجائش صاب کے لقب میں پیدا ہوتی ہے، ممکن ہے کہ واقعہ کی کچھ صورت یہی ہو

(معارف نمبر ۳ جلد ۱۷)

مذہب کے داعی کی تعبیر تھی یعنی پہلا آدمی اس علاقہ میں جو پہنچا، ممکن ہے اس کا اصلی نام طاط یا ٹاٹ ہو، اور صاب اس کا دینی لقب[1] ہو، اور اسی کی طرف منسوب ہوکر اس کے ماننے والے "صابئین" کے نام سے موسوم ہوئے ہوں واللہ اعلم بالصواب،

(بقیہ حاشیہ ص ۶۷) پیغمبر کی ہے، بظاہر یہ خیال گذرتا ہے کہ ملتان میں پرہلاد کا مشہور مندر تھا، اور جو فسانہ اس سلسلہ میں اب تک بیان کیا جاتا ہے، اس میں پرہلاد کے باپ کا نام کش یپو بتایا گیا ہے، اکش یپو ہی کا لفظ ممکن ہے عربوں کے کان میں یا ان کی زبان پر "ایوب" بن گیا ہو، ورنہ ملتان سے حضرت ایوب علیہ السلام کا بھلا کیا تعلق، تاریخ میں اس قسم کے عجائبات کی کمی نہیں ہے

[1] راہ صواب پر چلنے والا یا راہ صواب بتانے والا، اس مفہوم کی گنجائش صاب کے لقب میں پیدا ہوتی ہے، ممکن ہے کہ واقعہ کی کچھ صورت یہی ہو"

(معارف نمبر ۳ جلد ۱۷)

ازمولوی عبدالرحمٰن صاحب ندوی رنگون

کیا صابئین بدھ کے پیرو تھے؟

استاذ اکبر مضمون مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی

بودھ کی تعلیمات کو جن لوگون نے ملاحظہ کیا وہ جانتے ہین کہ بودھ دھرم ایک تبلیغی مذہب تھا اگرچہ شروع مین اس کی جد و جہد صرف ہندوستان تک محدود تھی لیکن اشوک کی کوشش سے اس کا دائرہ ہندوستان سے باہر دور تک وسیع ہوگیا۔ اور اس کے مبلغون اور راہبون نے اس کو دنیا کے کونے کونے تک پھیلا دیا اور اس کے ماننے والے آج اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ کر رہے ہین آج بودھ مت کے ماننے والے دنیا کے جس حصہ مین بھی پائے جاتے ہین، اگرچہ ان مین سے بعضون نے اپنے موروثی دین اور آبائی تہذیب کا رنگ بھی اس مین شامل کر لیا ہے، پھر بھی اُن کی دینی زندگی اور مذہبی کاروبار مین چند ایسی مشترک چیزین پائی جاتی ہین جس سے وثوق کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان پر بودھ کی تعلیمات کا اثر پڑا ہے۔

صابئین کے دینی و مذہبی خیالات اور اُن کے مناسکون کی تبلیغی کوششون کی صحیح تصویر اگر آج ہمارے سامنے ہوتی، تو اس وقت ہم بودھ کی تعلیمات کی روشنی مین اس نتیجہ تک پہنچ سکتے تھے کہ قرآن نے جن لوگون کو صابئین کہا ہے،

وہ حقیقت مین بدھ دھرم کے ماننے والے تھے، اور شام و فلسطین وغیرہ مین بودھسٹون کو ایک زمانہ

صابی کہتے تھے، یا اُن سے مراد کوئی دوسرا ہے، صرف اس بنا پر کہ فلسطین اور شام تک بودھ مت کا اثر کسی نہ کسی شکل میں ضرور پہنچا ہے، اس لئے اس نواح کے بودھسٹوں کو صابی نام دے کر ان کو اہل کتاب کی صف میں کھڑا نہیں کیا جا سکتا۔ حیرت اس پر نہیں کہ بودھا نے جس دین اور دھرم کی دعوت دی تھی، اس دین کے ماننے والوں کو صابی کہتے تھے، بلکہ حیرت اس پر ہے کہ بدھسٹوں کی پوری دنیا آج تک قرآن کی بشارت سے بے خبر ہے۔ التماشہ یہ کہ عرب سے آکر بسنے والی قوموں میں ڈھونڈھنے کے بجائے، تبت، زیتون، سینین اور ہند، چین میں رہنے سہنے والی قوموں میں ڈھونڈھنا چاہئے، ممکن ہے کہ وہاں مل جائے۔

بودھ اسف بودی ست (Bodhisatta) کا عربی تلفظ ہے، یہ دو پالی لفظوں بودی (Bodhi) (اعلیٰ درجہ کا علم و عرفان) اور ست (Satta) (ہستی) سے معرب ہے، یعنی علم و عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہونچنے والی ہستی، یا لفظ دیگر "بودھا ہونے والی ہستی"

جن لوگوں نے بودھا کی سوانح عمری کا بغور مطالعہ کیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ بودھا جب صراط مستقیم کی جادہ پیمائی کر رہا تھا اس وقت بودی ست (Bodhisatta) کے اعزازی خطاب سے مشہور تھا، اور لوگ اسی خطاب سے اس کو مخاطب کرتے تھے، اور عربی کتابوں میں بودھا کا ذکر بوداسف ہی کی شکل میں کیا جاتا ہے جس طرح عربوں نے بودی ست (Bodhisatta) سے بوداسف بنا لیا، اسی طرح یونانیوں نے اس میں ترمیم کرتے ہوئے بوداسف سے یوداسف، یوداسف سے یوآسف بناتے ہوئے، جوساپھت (Joasaphat) بنا لیا، اور سینٹ جوساپھت (Sinjoasaphat) کے نام سے اپنے دیوتاؤں میں ایک دیوتا کا اضافہ کر کے، ۲۷ دین نومبر کو اس کا تہوار منانا شروع کر دیا، بعض فرقوں میں ابتک یہ تہوار منایا جا رہا ہے۔ "سمنیہ" یا "شمنان" یہ بھی پالی (Samana) کا معرب ہے اور بدھ مت کے ان نوآموز راہبوں کا ایک اعزازی خطاب ہے جو ترک علائق کر کے بودھا کے بتائے ہوئے طریقہ سے تزکیۂ نفس میں مشغول رہتے تھے۔

جناب مولانا سید فضل اللہ صاحب استاذ شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ

گوتم بدھ اور صابیون

اس کے خلاف کہ صابی عجمی نام ہے جو حضرت ادریسؑ کی اولاد میں تھے، کوئی قول ہمارے سامنے نہیں ہے، البتہ صابی کے مذہب اور صابی کو عربی لفظ قرار دے کر اس کے اشتقاق، میں اور معنی میں اختلاف ہے، حالانکہ یہ عجمی یعنی عبرانی لفظ ہے، ابوریحان البیرونی لکھتے ہیں[1]

قد یوجد اکثرھم بواسط وسواد	اکثر صابی واسط اور سواد عراق میں جعفر
العراق بناحیۃ جعفر والجامدۃ	وجامدہ اور نہر صلہ کے نواح میں پائے جاتے
نھری الصلۃ منتمین الی انوس	ہیں، یہ لوگ انوس بن شیث کی جانب
بن شیث وزعم بعض اھل الکتاب	منسوب ہیں، اور بعض اہل کتاب کا
انہ کان لمتوشالخ ابن غیرلمک	خیال ہے کہ متوشالخ ابن غیرلمک صابی
یسمی صابی وان الصابئۃ سموا	کہلاتا تھا، اور صابیہ اسی نسبت سے
بہ،	صابی کہلاتے تھے،

ایرانیوں کے نزدیک پہلے کیومرث اس کے بعد اوشنج پھر طہورث بادشاہ ہوا، نسب نامہ یہ ہے طہورث ابن توبجان بن افشداد شہنج بن قروال بن سیامک بن برنیق بن کیومرث مسعودی میں ہے کہ[2]

ثم ملک بعدہ (کیومرث)	کیومرث کے بعد ہوشنگ بن قروال بن

---

[1] تاج العروس ج اول ص ۸، [2] آثار الباقیہ ص ۲۰۵ و ص ۲۰۶ [3] مسعودی ص ۱۰۸ و ۱۱۱

اوشهنج بن قوال بن سباملک بن
برنیق بن کیومرث وکان اوشهنج
ینزل الهند وکان ملکه اربعین
سنة وقیل اقل من ذالک ومنهم
من رای انه اخ لکیومرث بن
آدم ثم ملک بعده طهمورث
بن نوبجهان بن ارفخشذ بن اوشهنج
وظهر فی سنة من ملکه رجل
یقال له بوذاسف،
واول المذکورین منهم بوذاسف
وقد ظهر عند مضی سنة من
ملک طهمورث بارض الهند
التی بالکتابة الفارسیة ودعا
الی ملة الصابئین فاتبعه خلق
کثیر

سبالک بن برنیق بن کیومرث نے حکومت
کی، ہوشنگ ہندوستان میں آمد ورفت
رکھتا تھا، اس کے بعد طہمورث بن نوبجہان
ابن ارفخشذ بن اوشہنج نے حکومت کی، اسکی
حکومت چالیس سال یا اس سے کچھ کم تھی، بعضوں کی
رای ہے کہ وہ کیومرث بن آدم کا بھائی تھا، اس کے
بعد طہمورث بن نوبجہان بن ارفخشذ بن اوشہنج بادشاہ
ہوا، اس کے زمانہ میں ایک شخص ظاہر ہوا جس کو
بوذاسف کہتے تھے،
جن کا پہلے ذکر ہوا ہے ان ہی میں بوذاسف
بھی ہے، طہمورث کی سلطنت شروع ہونے
کے ایک ہی سال بعد بوذاسف سرزمین
ہند میں ظاہر ہوا، اور اسی نے فارسی میں
لکھنے کی ابتدا کی اور لوگوں کو صابی مذہب
کی دعوت دی اور بہت لوگ اس کے

علامہ مسعودی لکھتے ہیں[1]:-

وکان اوشهنج ینزل الهند
ثم ملک بعده طهمورث بن

ہوشنگ ہندوستان آیا تھا، اور اس
کے بعد طہمورث بن نوبجہان بن ارفخشذ

---

[1] مروج الذہب مسعودی باب ۱۴ ص ۱۱۰ و ۱۱۱،

فولجهان بن ارفخشذ اوشهنج و	ہوشنگ حکمران ہوا، اس کے دور حکومت
ظهر فی سنة ملکه رجل یقال	مین ایک شخص ظاہر ہوا جسے بوذاسف کہا
له بوذاسف احدث مذهب	جاتا تھا، اُس نے صابی مذہب کی بنیاد ڈالی،
الصابئة ثم ملک اخوه جمور	پھر جم نے حکومت کی، جو طہورث کا بھائی
کان ینزل بفارس وقیل انه	تھا، اور ایران مین رہتا تھا، اسی کے زمانہ
کان فی زمانه طوفان	مین طوفان آیا،

اس سے دو امر ثابت ہوتے ہین (۱) بوذاسف طہورث کے عہد مین تھا (۲) طہورث طوفان کے قبل تھا۔ ان دونون کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بوذاسف بھی طوفان کے قبل تھا،

یہ امر بھی ثابت ہوتا ہے کہ فارسی خط کی ابتدا، بوذاسف نے کی، جیسا کہ آثار الباقیہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے،

مسعودی مین ہے[1]،

وقد کان بوذاسف امر الناس	بوذاسف لوگون کو زہد کا اور اس عالم
بالزهد فی هذا العالم والاشتیاق	بالا کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیتا
بما علا من العوالم اذ کان من	تھا، جہان سے نفوس کی ابتدا ہوتی
هناک بدء النفوس والیها	ہے، اور اس دنیا سے وہین لوٹ کر جاتی
یقع الصدر من هذا العالم،	ہے،
وزعم انه رسول الله وانه	بوذاسف کا خیال تھا کہ وہ خدا کا رسول
واسطة بین الله وبین خلقه،	ہے، اور خدا اور خلق کے درمیان ایک واسطہ ہے،

بوذاسف عالم کے حدوث اور قیامت کا معتقد تھا، اور اس کو یہ بھی دعوی تھا کہ مین خدا کا رسول ہون،

---

[1] مروج الذہب مسعودی ج ۳ ص ۴۴-۴۵،

شہرستانی نے اس عبارت میں بدھ کے لئے "بدوہ" کا لفظ استعمال کیا ہے، اور البیرونی نے "بد"

استعمال کیا ہے، چنانچہ کہتا ہے کہ مانی نے اپنی کتاب شابورخان میں لکھا ہے[1] کہ

ان الحکمۃ والاعمال ھی التی	خدا کے رسول مختلف زمانوں میں حکمت
لم یزل رسل اللہ تاتی بھا فی	و اعمال لاتے رہے بعض زمانوں میں بدھ
زمن دون زمن فکان مجیئہ فی	کے ذریعہ ہندوستان میں آئے بعض زمانوں
بعض القرون علی ید الرسول	میں زرداشت کے ذریعہ فارس میں اور
الذی ھو البد الی بلاد الھند و	بعض زمانوں میں عیسیٰ کے ذریعہ مغرب میں،
فی بعضھا علی ید زرادشت	
الی فارس وفی بعضھا علی ید ع	

اس سے معلوم ہوا کہ بدھ کی تعریب "بدا" یا "بدوہ" ہے نہ کہ بوذاسف،

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عربی کتابوں میں بدھ کی بلا تعرف تعریب استعمال کرتے ہیں کوئی شہادت ہمارے پاس ایسی نہیں جس سے سمجھا جائے کہ بوذاسف بدھ کا معرب ہے، عربی کتابوں میں جہاں بدھ کے حالات لکھے ہیں، اس کو بدھ سے تعبیر کرتے ہیں، اور بوذاسف کو بوذاسف سے اس سوا اعلام میں تعریب نہیں کرتے، بجز اس موقع کے جہاں کوئی حرف ایسا ہو جو عربی میں نہیں آتا، جیسے راجپور کی پ کو فا سے بدل کر رام فور کہتے ہیں، کیونکہ پ عربی میں نہیں ہے،

یورپین مصنفین کے بیانات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ بدھ کے قدیم پیرو خدا کے قائل نہیں تھے[2]

---

[1] آثار الباقیہ ص ۲۰۷

جو بعض قائل تھے، وہ اس کو خالق کائنات نہین مانتے تھے، بلکہ مادہ کو خالق سمجھتے تھے، چنانچہ الفنسٹن اپنی تاریخ مین لکھتا ہے :-

"مذہب بدھ کے قدیم ترین فرقے خدائے تعالےٰ کے وجود کے بالکل منکر ہین، اور ان مین کے چند جو اللہ تعالیٰ کے وجود کو تسلیم کرتے ہین، وہ اس کو کائنات کا خالق اور حکمران نہین مانتے، قدیم زمانہ کے وہ فرقے جو خدا کے وجود کے منکر ہین کوئی چیز سوا مادہ کے موجود نہین مانتے انکے نزدیک ایک ہمیشہ رہنے والی چیز سے ترکیب دینے کی قوت مادہ کی ذاتی خصوصیت ہے اور باوجودیکہ خلقت پر وقتاً فوقتاً موت طاری ہوتی رہتی ہے، مگر ایک مدت بعد مادہ کی خصوصیت اس کو پھر بحال کرتی ہے، اور اس کو نئے سرے سے انحطاط اور جدید پیدائش کی طرف بلا کسی وسیلہ و رہنمائی کے لیجاتی ہے (ص ۱۱۱ تا ص ۱۱۳ ہسٹری آف انڈیا از ماؤنٹ اسٹوارٹ الفنسٹن طبع لندن نوان ایڈیشن ۱۹۰۵ء)

ان امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے ناظرین خود فیصلہ کرین کہ بوذاسف اور گوتم بدھ ایک ہی شخص ہے جو دو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، یا یہ دو جدا جدا ہستیان ہین، ذیل کے قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بوذاسف حضرت ادریسؑ کا نام ہے،

۱- بوذاسف اور حضرت ادریسؑ کا ایک عہد ہے دونون شاہ طہمورث کے زمانہ مین ہین،

۲- قلم سے لکھنے کی ابتدا حضرت ادریسؑ سے ہوئی جیسا کہ گذشتہ بیانات سے ثابت ہوتا ہے اور بوذاسف کے متعلق بھی لکھتے ہین کہ اوسی سے اس کی ابتدا ہوئی،

۳- صابیہ کی ابتدا بوذاسف سے ہوئی حضرت ادریسؑ کے متعلق بھی لکھتے ہین کہ صابیہ کسی رسولؑ بجز شیثؑ اور ادریسؑ کے ایمان نہین لاتے تھے، اگر بوذاسف اور ادریسؑ دو ہین تو صابیہ کا ایمان ادریسؑ کے سوا تیسرے رسول بوذاسف پر ہو جائے گا،

علامہ شہرستانی لکھتے ہین[1]:-

وھولاء ھم الصابیۃ الاولی الذین قالوا باذمون وھرمس وھما شیث وادریس ولکن یقولوا بغیرھما من الانبیاء،

اور یہ وہی صابیہ ہین جو شیث اور ادریس کے قائل تھے، عاذمون اور ہرمس سے یہی دو مراد ہین، ان دو کے سوا کسی نبی کے قائل نہ تھے،

اس لئے بعض مورخین نے کہا ہے کہ ہرمس اور بوذاسف ایک ہی شخص کے دو نام ہین البیرونی لکھتے ہین:-

وقد یسمی ھرمس بادریس الذی فی التوریۃ اخنوخ وبعضھم زعم ان بوذاسف ھو ھرمس

ہرمس کو ادریس بھی کہتے ہین جو ہرمس اور اخنوخ کے نام سے مذکور ہے، بعض کا خیال ہے کہ بوذاسف ہی ہرمس ہے،

باتفاق مورخین حضرت ادریس نجوم کے ماہر تھے، اور ہرمس الہرامسان کا لقب تھا، اور اس علم کی ابتدا ان سے ہوئی بوذاسف کے متعلق بھی ہے کہ وہ فن نجوم کا واقف تھا، البدء والتاریخ مین ہے[2]:-

حکی عن علی بن عبد اللہ القسری فی کتاب القرانات عن بوذاسف الفیلسف من اھل بابل العتیقہ کان عالما بالادواء والاکوار،

علی بن عبد اللہ قسری کتاب القرانات مین بوذاسف فلسفی کے متعلق جو پرانے بابل کے باشندون مین سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ بوذاسف ستارون اور حرکتون کا علم جانتے تھے،

اس بارہ مین کہ صابیون کا مذہب کیا تھا، مورخین کا بیان ایک قطر کے دو متقاطع نقطون کی

---

[1] الملل والنحل ص ۹۴ [2] کتاب البدء والتاریخ ج ۲ ص ۹،

علامہ شہرستانی لکھتے ہین[1]:-

وھولاء ھم الصابیۃ الاولی الذین قالوا باذمون وھرمس وھما شیث وادریس ولکنہ یقولوا بغیرھما من الانبیاء،

اور یہ وہی صابیہ ہین جو شیث اور ادریس کے قائل تھے، باذمون اور ہرمس سے یہی دو مراد ہین ان دو کے سوا کسی نبی کے قائل نہ تھے،

اس لئے بعض مورخین نے کہا ہے کہ ہرمس اور بوذاسف ایک ہی شخص کے دو نام ہین البیرونی لکھتے ہین:-

وقد یسمی ھرمس بادریس الذی فی التوریۃ اخنوخ وبعضھم زعم ان بوذاسف ھو ھرمس

ہرمس کو ادریس بھی کہتے ہین جو ہرمس اور اخنوخ کے نام سے مذکور ہے بعض کا خیال ہے کہ بوذاسف ہی ہرمس ہے،

باتفاق مورخین حضرت ادریس نجوم کے ماہر تھے، اور ہرمس الہرامسہ ان کا لقب تھا، اور اس علم کی ابتدا ان سے ہوئی بوذاسف کے متعلق بھی ہے کہ وہ فن نجوم کا واقف تھا، البدء والتاریخ مین ہے[2]:-

حکی عن علی بن عبد اللہ القسری فی کتاب القرانات عن بوذاسف الفیلسف من اھل بابل العتیقہ کان عالما بالادواء والاکواء،

علی بن عبد اللہ قسری کتاب القرانات مین بوذاسف فلسفی کے متعلق جو پرانے بابل کے باشندون مین سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ بوذاسف ستارون اور حرکتون کا علم جانتے تھے،

اس بارہ مین کہ صابیون کا مذہب کیا تھا، مورخین کا بیان ایک قطرے کے دو متقاطع نقطون کی

---

[1] الملل والنحل ص ۹۴ [2] کتاب البدء والتاریخ ج ۲ ص ۹،

۲۔ جن اہلِ کتاب کا اس میں ذکر ہے، صابیہ اُن میں سے کسی میں داخل نہیں کیونکہ صابیہ کا ان پر عطف ہی اور معطوف اور معطوف علیہ میں مغائرت ضروری ہے، اس لئے صابیہ نہ یہودی ہیں نہ نصرانی، نہ مجوسی ہیں نہ مشرک بلکہ ان کے سوا کسی دوسرے اہلِ کتاب کے فرقہ سے ہیں، غالباً اسی وجہ سے حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے،

واظہر الاقوال واللہ اعلم قول	یوں تو خدا ہی جانتا ہے، مگر سب سے بہتر
مجاہد ووھب من منبہ انھم	قول مجاہد اور وہب بن منبہ کا ہے کہ یہ
قوم لیسوا علی دین الیھود ولا	لوگ نہ یہود کے مذہب پر ہیں، اور نہ
النصاریٰ ولا المجوس ولا	نصرانی ہیں، نہ مجوسی ہیں، نہ مشرک
المشرکین،	ہیں،

وہب بن منبہ کے متعلق علامہ ابن تیمیہ الرد علی المنطقیین میں لکھتے ہیں،

وھب بن منبہ عالم الناس باخبار	وہب بن منبہ قدیم قوموں کے حالات
الامم المتقدمۃ (ص ۲۵۵)	خوب جانتے ہیں،

صابیہ کے اہلِ کتاب ہونے پر چونکہ قرآن بھی مفہوماً دلالت کرتا ہے، اس لئے جن مورخین نے ان کو اہلِ کتاب قرار دیا ہے، اُن کے قول کو ترجیح ہے، ائمہ اربعہ، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا اسی پر اتفاق ہے کہ وہ اہلِ کتاب ہیں، اور اُن سے مناکحت جائز اور ان کا ذبیحہ حلال ہے اور اہلِ کتاب کی طرح اُن سے بھی جزیہ لیا جائے گا، صابیہ کے اہلِ کتاب ہونے پر حلت و حرمت کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے، جس سے مفتی پر بڑی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے، اور اس کو ائمہ اربعہ سے کوئی بہتر نہیں سمجھ سکتا تھا، اس لئے یہ ضروری اور یقینی ہے کہ ائمہ اربعہ صابیہ کے اہلِ کتاب ہونے کے فتویٰ کی جرأت اس وقت تک نہیں کر سکتے تھے، جب تک کہ ان کو اس کا یقین یا ظن غالب نہ ہوتا،

۲۔ جن اہلِ کتاب کا اس میں ذکر ہے، صابیہ اُن میں سے کسی میں داخل نہیں کیونکہ صابیہ کا ان پر عطف ہے اور معطوف اور معطوف علیہ میں مغائرت ضروری ہے، اس لئے صابیہ نہ یہودی ہیں نہ نصرانی، نہ مجوسی ہیں نہ مشرک بلکہ ان کے سوا کسی دوسرے اہلِ کتاب کے فرقہ سے ہیں، غالباً اسی وجہ سے حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے،

واظہر الاقوال واللہ اعلم قول	یوں تو خدا ہی جانتا ہے، مگر سب سے بہتر
مجاہد ووھب من منبہ انھم	قول مجاہد اور وہب بن منبہ کا ہے کہ یہ
قوم لیسوا علیٰ دین الیھود ولا	لوگ نہ یہود کے مذہب پر ہیں، اور نہ
النصاریٰ ولا المجوس ولا	نصرانی ہیں، نہ مجوسی ہیں، نہ مشرک
المشرکین،	ہیں،

وہب بن منبہ کے متعلق علامہ ابن تیمیہ الرد علی المنطقیین میں لکھتے ہیں،

وھب بن منبہ عالم الناس باخبار	وہب بن منبہ قدیم قوموں کے حالات
الامم المتقدمۃ (ص ۴۵۵)	خوب جانتے ہیں،

صابیہ کے اہلِ کتاب ہونے پر چونکہ قرآن بھی منطوقاً دلالت کرتا ہے، اس لئے جن مورخین نے ان کو اہلِ کتاب قرار دیا ہے، اُن کے قول کو ترجیح ہے، ائمہ اربعہ، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا اسی پر اتفاق ہے کہ وہ اہلِ کتاب ہیں، اور اُن سے مناکحت جائز، اور ان کا ذبیحہ حلال ہے اور اہلِ کتاب کی طرح اُن سے بھی جزیہ لیا جائے گا، صابیہ کے اہلِ کتاب ہونے پر حلت و حرمت کا سوال پیدا ہو جاتا ہے، جس سے مفتی پر بڑی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے، اور اس کو ائمہ اربعہ سے کوئی بہتر نہیں سمجھ سکتا تھا، اس لئے یہ ضروری اور یقینی ہے کہ ائمہ اربعہ صابیہ کے اہلِ کتاب ہونے کے فتویٰ کی جرأت اس وقت تک نہیں کر سکتے تھے، جب تک کہ ان کو اس کا یقین یا ظن غالب نہ ہوتا،

معلوم ہوتا ہے کہ نزولِ قرآن کے وقت صابیہ قوم عرب مین بھی، اور عرب اس کو جانتے تھے، اور ان کے مذہب اور اسلام کی تعلیمات ملتی جلتی تھین اسی لئے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون کو صابی کہتے تھے البیرونی کا بیان ہے کہ

ولهم صلوات ثلث مكتوبات او لهما عند طلوع الشمس ثمانی ركعات والثانية قبل زوال الشمس من وسط السماء خمس ركعات والثالثة عند غروب الشمس خمس ركعات وفی كل ركعة فی صلوتهم ثلث سجدات ويصلون على طهر ووضوء ويغسلون عن الجنابة واكثر احكامهم فی المناكح والحدود مثل احكام المسلمين[1]،

ان کی تین فرض نمازین ہین، پہلی طلوعِ آفتاب کے وقت آٹھ رکعتین دوسری زوال سے پہلے، پانچ رکعات، تیسری غروب کے وقت، پانچ رکعتین اور ہر رکعت مین تین سجدے اور وہ یہ نمازین طہارت اور وضو سے پڑھتے تھے، غسل جنابت کرتے تھے، ان کے احکام نکاح وطلاق اور حدود مین اکثر مسلمانون کی طرح تھے،

[1] معارف نمبر ۲ جلد ۲،

موجودہ صابئین کے عقائد

مسز ای، ایس، ڈروور، اب سے ایک سال قبل اپنے سفرنامہ عراق کے ذریعہ انگریزی جاننے والے طبقہ مین روشناس ہوچکی ہین، اب انھون نے انگلستان کے علمی وفلسفی رسالہ کوئسٹ مین صابیین کے کے عقائد، حالت اور مذہبی رسوم کے متعلق ایک دلچسپ سلسلہ مضمون لکھنا شروع کیا،

نجف اشرف اور کربلا کے معلی کے علاوہ عراق کے ہر چھوٹے یا بڑے شہر مین صابی موجود ہین، اہل عراق عموماً صناع ہوتے ہین، اور صابی اس حیثیت سے تمام دوسری قومون پر فوقیت رکھتے ہین، وہ چمڑے کی کشتیان بھی بناتے ہین جنکو مشحف کہتے ہین، اس کے علاوہ چٹائی بنانے مین بھی ان کا سب سے زیادہ حصہ ہے اور اس صنعت کے مرکز سوق الشیوخ پر ان کا قبضہ ہے،

ان کے یہان صفائی باطن کے لیے ظاہری صفائی بسا ضروری سمجھی جاتی ہے، اور وہ اکثر ساحلی مقامات پر رہتے ہین بعض دوسرے مذاہب کی طرح ان کے یہان بھی تمام رسمین مثلاً شادی، اصطباغ وغیرہ ان کے مذہبی پیشوا جنکو گنزیرہ کہتے ہین ادا کرتے ہین، یہ پیشوا ایسے اوقات مین خاص لباس پہنتے ہین، جس کو رستہ کہا جاتا ہے، اس مین مختلف کپڑے ہوتے ہین، مثلاً صدری، عبا، پیٹی، عمامہ، وغیرہ اس کے ساتھ ہی ان کو ایک عصا بھی رکھنا پڑتا ہے،

صابی عیسائی، یہودی اور مسلمانون کی طرح ایک خدا کی پرستش کرتے ہین، لیکن ان کے خدا کا تخیل بہت زیادہ روحانی ہے، وہ سب سے بلند اور سب پر حاوی ہے، وہ ظاہری دنیا کے لیے مختلف نائب مقرر کرتا ہے، وہ سبب اوّل ہے، یہ نائب نہ تو دیوتا ہین اور نہ فرشتے، ان کے یہان ان نائبون کو رتبی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یہ ارواح قوی، روشنی اور صفائی کی دنیا "عالم نہرو" مین رہتی ہین، یہ عالم غیر فانی ہے، مکیون مین عورت اور مرد دونون ہین، اور ان کے مدارج بھی مختلف ہین، یہ خواہشات سے بری، اور فوق الفطرت قوتون سے مسلح رہتے ہین، انسانون کی طرح یہ بھی اس خدائے برحق کی عبادت اور اسکے

احکام کی پابندی کرتے ہین انکی تعداد ۳۶۰ ہے اور صابیون کے یہان ان مین سے ہر ایک کا مستقل نام ہے، ان مین قابل ذکر یہ ہین، مرداذربشو، یہ ملکیون کا بادشاہ ہے، ادثرمزنیہ، یہ قطب شمالی مین رہتا ہے اور اعراف سے گذرنیوالی روحونکا انصاف اس کے ہاتھ مین ہے اگر اعراف کی تکالیف ان کو پوری طور سے پاک نہین کرتین، تو وہ اُن کو پھر دہین بھیج دیتا ہے، ان کے علاوہ ایک ملکی حول زبو د ہے، جس نے ایک خاتون روحیہ کی تلاش مین اس دنیا کا سفر بھی کیا تھا، ان دونون کی واپسی کی تقریب کو صابی ہر سال مناتے ہین اس تہوار کا نام دہو وہینو ہے،

اس روحیہ کے ایک دیوزاد لڑکا اور پیدا ہوا، اور وہی اپنی پیٹھ پر اس مادی دنیا کو اٹھائے ہوئے ہے اور قیامت تک اس خدمت پر مامور رہیگا، اس کا منھ بہت بڑا ہے، اسکی سانس اس قدر گرم ہے کہ جو شخص بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہین سکتا، بعض کا خیال ہے کہ غیر صابی اسی دیوزاد کے لقمہ بنینگے، اسکی توضیح یون کیجاتی ہے، کہ اور کا منھ دوزخ ہے، ان کا اعراف ہمارے اعراف جیسا نہین ہے بلکہ بہشت کے مقدس خطہ مین داخل ہونے سے پہلے ہر نیک و بد روح کو اس مین سے گذرنا ہوگا حتی کہ تمام روحین کم و زیادہ تکالیف اٹھاکر اور گناہون سے پاک ہوکر جنت مین جوابدی ہے، داخل ہونگی اور اس وقت اعراف فنا ہو جائیگا، ان کا سب سے زیادہ عجیب عقیدہ یہ ہے کہ اس دنیا کی طرح ایک اور دنیا ہے جو نظر نہین آتی، اور ہماری دنیا سے کم مادی ہے، ہماری دنیا کی طرح یہ بھی فانی ہے، لیکن وہان کے باشندے جو شونی کوشتو کے نام سے موسوم ہین ہماری طرح مٹی کے بنے ہوئے ہین، لیکن وہ ہماری طرح خرید و فروخت شادی، عبادت، کرتے اور کپڑے پہنتے ہین، ان مین جو چیز مابہ الامتیاز ہے وہ یہ ہے کہ وہ خواہش جذبات، اور خوف سے بری ہین، ان کو شادی و غم کا احساس نہین، وہ معصوم ہین، ان کا لباس بہت سفید اور درخشان ہوتا ہے، موت کے بعد ان کو اعراف سے گذرنا نہین ہوتا،

اس مادی دنیا (ارض طویل) کے باشندے آدم و حوا کی اولاد ہین، لیکن شونی کوشتو کے یہان

بھی ایک دوسرے آدم وحوا موجود ہین، اس دنیا کے آدم وحوا کی طرح شونی کشتو کے آدم وحوا کے یہان بھی ایک لڑکی تھی، اس دنیا والی لڑکی خوبصورت تھی اور دوسری دنیا کی لڑکی اس سے بھی زیادہ حسین، روحانی دنیا کے آدم نے ارضی دنیا کے آدم کی لڑکی سے شادی کی، اور اس شادی کا نتیجہ صابی قوم ہے، دنیای آدم نے بھی روحی آدم کی لڑکی سے شادی کی لیکن اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی

عام اسلامی اور عیسائی مذہب مین اس قسم کی کوئی نیم روحانی دنیا موجود نہین ہے، لیکن بعض شیعی روایات مین اس کا پتہ چلتا ہے، ان کا خیال ہے کہ اس دنیا مین ایک جگہ جزیرۃ الخضرا ہے جو عام انسانی آنکھون سے پوشیدہ ہے اور ان کے بارہوین امام حضرت مہدی علیہ السلام وہین پوشیدہ ہین، اور جب وقت آئے گا تو وہ یہین سے ظہور کرینگے، ایک شیعی مجتہد نے ایک کتاب مین اس جزیرہ کا حال لکھا ہے، اس نے بیان کیا ہے کہ کس طرح اس کا جہاز ٹوٹ گیا اور کس طرح وہ ایک جہاز کے تختہ پر بیٹھ کر اس جزیرہ تک پہنچا"۔

ان کے یہان دونون جنسون کے لوگ مذہبی پیشوا ہوتے ہین، رہنما کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحیح وتندرست ہو، جسمانی عیوب سے بری ہو، شراب، تمباکو اور دوسری لغویات سے محترز رہے، ان کے تمام وظائف اور کتابین انکی خاص زبان ماندی مین ہین، ان مین قابل ذکر یہ ہین، درد شیخی (حضرت یحیٰی کی سوانحعمری) امین الرحمٰن، کتاب التسلط، النشتر اور گنزا ربا، رہنما بننے کے لیے بڑی بڑی دعائین یاد کرنی پڑتی ہین، اور ساٹھ دنون تک مختلف ریاضت کے ذریعہ اپنی روح کو پاک کرنا پڑتا ہے، کوئی بداخلاق، بدباطن، شریر شخص اس مقدس جماعت مین داخل نہین ہوسکتا، اس کے داخلہ کے لیے تمام قوم یا قبیلہ کی منظوری اور پسندیدگی بسا ضروری ہے،

معارف نمبر ۶ جلد ۱۴

GAUTAM BUDDHA
&
Sabians of the Quran

compilded by

Dr. Shayests Khan

ISBN 978-81-946356-8-0

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna

Find our publications **ONLINE**
at www.kblpublications.com